

ماہنامہ

جسٹریٹ ایل نمبر ۲۶۵۰



ظہور احمد مدنی

سالانہ چندہ  
دو روپے

# بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقیت فخر العلماء قدوة السالکین بہ العارفین  
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر بگوئی نور اللہ مدظلہ  
منجانب اراکین تحریک انضام صحیفہ پنجاب،

**اغراض و مقاصد** ۱، اندرونی و بیرونی حملوں اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
۲، اصلاح الرسوم و اصلاح احوال و اشاعت علوم دینیہ۔

**قواعد و ضوابط** ۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بدیعہ وی۔ پی پائی پانچ روپے  
زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم بخرض  
اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص تصور ہو گئے ایسے حضرات کے اسلئے گرامی شکریہ کیساتھ درج  
رسالہ شاکرین گے (۲) غریب مفلس اشخاص اور طلبہ کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عیمہ مقرر ہے (۳) ارکان  
قریب انصاریہ کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکینیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے  
۴، نمونہ کارچہ تین آنے کے کٹ ارسال کرنے بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا (۵) رسالہ ہرگزینی  
ماہ کے پہلے عشر میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے محکمہ ڈاک کی بے عنوانیوں اور دیہات کے چٹھی سائوں  
کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اسلئے جن صاحبان کو رسالہ ملے وہ ہمیں کے  
آخر میں اطلاع دیدیا کریں ورنہ دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت فریل زربنام

بیچر رسالہ ستمبر ۱۳۳۵ھ اسلام بھیجہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شمس المآب

ماہنامہ

بھائی پورہ (پنجاب)

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ	نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	شمس الاسلام کی عظمت شکن کزنیں (حاج فیض محمد)	۲	۶	پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات -	۱۰
۲	امیک شیعہ کی نکتہ رسی (مولوی غفر علی خان)	۴		(ایک حق پسند نو مسلم)	
۳	مرزا ائی اسلام کی ذلت کا باعث ہیں (اصول)	۶	۷	منا کا قصیدہ اعجازیہ (ایک غیور مسلم)	۱۷
۴	خلد آشیان شیر بندوستان ٹیپو سلطان رحم کا	۸	۸	نظم (مولوی عبد المجید صاحب بھیرہ)	۲۹
	عرس مبارک فرزند اسلام کا غمیشاں اجتماع		۹	تجزیہ ماری سینہ کوئی دیگر بدعت محرم حرام ہیں	۳۰
	(عبدالباسط سیکرٹری مجلس منتظمہ میسور)		۱۰	صوفیائے عظام کی شلحات حضرت مجدد	
۵	رحمت کی چوڑیاں - نظم (مولوی محمد سعید)	۹		الف ثانی وغیرہ (العدل)	۳۶

# شمس الاسلام کی ظلمت کن کرئیں

شمس الاسلام نے چار سال کے عرصہ میں مسلمانوں میں زبردستی ہی دینی بیداری پیدا کر دی ہے۔ فرقہ وارانہ میراثیہ کے مکائد کا راز ملت از باہر کر کے علمائے اسلام و رہنمایان عظام کو اس فتنہ کے استیصال کی طرف توجہ دلائی۔ الحمد للہ کہ ملک کے اندر میراثی فتنہ کے انسداد کی طرف اکابر علمائے کرام اپنی توجہ منحطف فرما چکے ہیں۔ اور میدان سیاست کا شہسوار بھی میراثیوں کے سیاست چھکنڈوں سے واقف ہو چکے ہیں۔ ہزار ہا مسلمان شمس الاسلام کے مطالعہ سے مراد مستقیم پر ثابت قدمی اختیار کر چکے ہیں۔ پنجاب ایک نامور مدرس اور داعی ریاست گذشتہ سال شمس الاسلام کے ذریعہ مرزائیت سے تاب ہوئے تھے۔ کارکنانِ جریدہ نہایت افلاس اور بے بسی کی حالت میں اسلام کی خدمت کیسے سرگرم عمل ہیں۔ موجودہ اشاعت بالکل ناکافی ہے۔ صدائے رسائل بغرض تبلیغ ہر ماہ مفت روانہ کئے جاتے ہیں۔ اہل سنت کا فرض ہے کہ اس خالص دینی خدمت میں کارکنانِ جریدہ کی امداد کریں۔ اور اس کی توسیع اشاعت کیلئے ہر جگہ کوشش کریں۔ اربابِ بہت جریدہ کی مالی امداد کریں اور صاحبِ امتیاز زکوٰۃ کی دستخطی و غرض شیعہ خاص کے نام مفت جاری کراویں اور شمس الاسلام کو زیادہ نشا و نما و قیام بنانے اور اس کی اہمیت

میں اضافہ کرنے میں امداد دیں شمس الاسلام کی تازہ ڈاک میں سے صرف چند خطوط کا اقتباس بغرض آگاہی درج کیا جاتا ہے۔ قارئین اس سے شمس الاسلام کی خدمات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۱۔ از کلکتہ۔ ۵ مارچ ۱۹۷۷ء:

جناب نیر صاحب سالہ شمس الاسلام۔ السلام علیکم۔ ایک عرصہ دراز میں مرزائیوں کے شن کے حال میں پھنسا ہوا تھا کچ آپ کا پرچہ ماہِ ذی الحجہ ملا۔ کیسے ملا تب تاب نہیں سکتا۔ بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا نے میری طرف بھیجا مجھے بالکل اس کا علم نہ تھا بھی کدواک میں کسی ماحولم شخص کی طرف سے موصول ہوا جس کو پڑھ کر میرے دل کے سب سوسے جلتے رہے اور مجھے کامل تسلی ہوئی۔ خدا کا کرم دیکھنے کو ہی پرچہ جس میں میرے کل شکوک کا جواب دیا گیا تھا مجھے بل گیا اور کچ میں پھر بھی ہوں بوسیلہ تھا۔ بلکہ میری نہایت فقیہ میں اضافہ ہوا۔ خدا اس کے کو ترقی دے اور آپ کے اسلام کی اس بڑھ کر خدمت کو تسلی و توفیق دے۔ آمین ثم آمین ایس۔ ایم۔ رفیق پنجابی۔ کینگسٹریٹ

۲۔ آپ کے سالہ قادیان نمبر کے ۵۰ نسخے لے جو کہ انجمن نے تقسیم کر دیئے ہیں۔ لوگوں نے بہت پسند کئے ہیں۔

واقعہ آپ کی ادارت میں رسالہ سچی اور شاندار اسلامی خدمت  
کہا ہے۔ گرافوں اور تمام اس بات کا ہے کہ مسلمانوں میں  
دینی ذوق مفقود ہے۔ اور نئی کام کرنے والوں کو ہرقت  
مصائب ہی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ میں ہر ممکن مدد کر سیکر ہرقت تیار  
ہوں۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل سے سر موٹا وزن کروں گا۔

انشاء اللہ، انیری سیکرٹری انجمن اسلامیہ میکارٹی بٹل افریقہ  
۳۔ فوج صاحب کو کفرال صلح جالندھر سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ

شادی خان صاحب کے گناہ جو صلح جالندھر جو سولہ سال سے  
بقاعدہ قادیانیوں کو چنہ ادا کرتے ہے ہیں بھر اہل عیال

میرزا بیت تائب کو صلح جالندھر کو شام ہو چکے ہیں۔ نیز نیازناہ  
صاحب قادیانی مبلغ موضع نیام تحصیل گڑھ شکر کو قادیانیوں

کے تنخواہ دار مبلغ تھے میرزا بیت تائب کی بڑاری کا اعلان کر چکے ہیں  
۴۔ جناب ایڈیٹر صاحب شہد اسلام۔ سندھ کی قدیم اور موثر

حالت پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو انہیں خون کے آنسو بہتے  
ہیں۔ جن خاندانوں کے ہزار خدام اور عہد

تبلیغ اسلام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آج ان کے اہل نسب  
تقیق۔ بھگتے شی۔ چرس و گانجہ کار و راج ہو چکے تھے

کے دونوں میں تفریق و عداوت میں کوئی کارورہ ہوتا ہے۔ سندھ  
میں ایسے کئی قصبات ہیں جن میں اہل سنت کا نام بھی نہیں آیا

جاتا۔ ہر قصبہ میں شیعوں کی انجمنیں قائم ہیں یہ سب سے اولیٰ عین  
لکھنؤ کی خفیہ تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ ہر سال دہائی میں ہفتہ دورہ کرنے  
کیے بھیجے جاتے ہیں اب دو سال سے ایک مبلغ محمد عارف شاہ قصبہ  
داگرلی میں رہتا ہے وہاں سے سندھی میں ایک اخبار چھپتی جا رہی  
کی ہے۔ اور ایک مکر بھی کھولا ہے۔ ازلا کا سیلاب سندھ پر  
چھا رہا ہے۔ سندھ کے علمائے کرام اور مسلمانوں نے اب تک اس  
قتلہ کے انسانی طوفان کا حقہ توجہ نہیں کی۔ میں انجمن اسلام  
سندھ خصوصاً حزب الانصار بصرہ کی خدمت میں پُر زور اپیل کرتا ہوں  
براہ رحم جلد از جلد سندھ کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

رجائی فیض محمد ناری بوبچ از سندھ

## اعلان

آئندہ پرچہ بیا دگار رئیس المبلغین سید المجاہدین حضرت مولانا محمد نصیر  
والدین شہید بکوی رحمۃ اللہ علیہ شہید شہید نمبر ہوگا۔ جس میں شایع ہو گیا اور  
حضرت مرحوم کے حالات و سوانح عمری کے علاوہ بعض خاص مضامین  
قابل دید ہو گئے۔ ڈرنجف "سیالکوٹ" نے کچھ حصے سے اہل سنت  
کیلئے دلا زار و اشتعال انگیز رومیہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کے  
تمام مضامین پر نقد و تبصرہ بھی درج کیا جائیگا۔

ملیجٹ

## ایک شیعہ کی نکتہ رسی

از مولوی ظفر علی خان صاحب صلیک زیندار

حضور علی رضی نے اپنی شان فکھل کثالی جس زمانہ میں دکھائی اور اپنی طبع نکتہ رس کا کمال جس علم نواز دور میں دکھایا وہ خیال قرون کہلاتا ہے۔ ہم جس زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اسے کسی اور نقطہ نظر سے نہ سہی اپنی نعتیہ نکتہ سی اور جہان غرور کے لحاظ سے یقیناً شر الفنون کہنا چاہیے۔ بادر نہ آئے تو ایک چٹھی کے مضمون کی تھوڑی سی کیفیت سن لیجئے۔ جو آج کی ڈاک میں مجھے دہلی سے موصول ہوئی ہے۔ اور جس کے لکھنے والے کوئی شیعہ بزرگ ناصر ملوی ہیں۔

”نجد ادرین کی آویزش“ کے عنوان سے میں نے چند روز ہوئے ”زمیند“ کے لئے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا تھا جس کی تمہید میں ذیل کی عبارت بھی آگئی تھی:-

دولت امویہ کے جہازہ کو کس نے کندھا دیا؟ یا پانی روم نے یا خود رسول اللہ کے چچا کے بیٹوں نے۔ خلافت عباسیہ کس نے برباد کیا؟ ہاکو کے ٹڈی دل نے یا شیخان علی کے ہتھکنڈوں نے۔ خلافت عثمانیہ کے جلال و جبروت کا تیا پانچہ کس نے کیا؟ لائیڈ جارج کی مکاری نے یا حسین ابن علی

کی غداری نے !

جناب ناصر ملوی کی نعتیہ شناس بارگاہ سے ان فقرات کی داد مجھے یوں ملی ہے:-

اخبار زمیندار“ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو پڑھ کر نہایت طال ہوا حیف ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ مسلمان تگاد اور یک جہتی کو اپنا شعار بنائیں۔ دوسری جگہ تفرقہ پر داری کا سودا کنڈنی الاصل مچھو لکھا ہے طفریہ ہے کہ یہ دونوں مضامین ایک ہی شخص کی زبان درازی اور قلم پر دازی دے؟ کا نتیجہ میں کیا کہنا تحریر و تقریر میں زمین و آسمان کا فرق۔ مدعی قوم کے لیڈر ہونے کے !

نجد ادرین کی آویزش کے عنوان سے ظفر علی خان صاحب نے حمایت ابن سعود میں جو کچھ نہ لکھا تھا؟ لکھ دیا ہے۔ لکھتے لکھتے آپ کی قلم نے زور پکڑا۔ اور پرانی دشمنی جو رگ وریشہ میں خون کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔ نہ چھپ سکی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے نام لکھ کر ہتھکنڈوں کا لفظ لکھا۔ حالانکہ کچھ بھی نہ سہی تو مجبوراً چوتھا خلیفہ تو ان حضرات کو آپ نے بھی مانا ہی ہے۔ مکہ نبی کی بیان تک نوبت پہنچی۔ کہ آگے چل کر خلافت عثمانیہ کے جلال و جبروت کے حامی بن کر ایمان کا ہی تیا پانچا کر دیا۔

شہادت کے ساتھ خلافت عباسیہ کا چارغ گل کرنے میں  
ابن علقمی کے تھکنڈوں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ پھر کیا۔  
ابن علقمی بھی کوئی امام غیب میں جن کا ادب سمجھ پر اسی  
طرح لازم ہے جس طرح امام مہدی کا۔

یہاں تک پھر بھی خیریت تھی۔ لیکن جناب ناصر دہلوی  
نے یہ سمجھ کر کہ میں نے خلافت عثمانیہ کی تباہی کا ذمہ وار  
جو انانِ جنت کے سردار حضور شہید کربلا کو قرار دیا ہے دنیا  
کو ایک ایسی جہالت کا کرشمہ دکھایا جو اس تیرہ سو سال میں  
کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا۔ جو شخص اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ حسین  
ابن علی سے مراد حضرت امام حسینؑ سے نہیں بلکہ اسی نام  
کے ایک اور شخص سے ہے۔ جو مکہ کا شریف تھا۔ اس سے  
کوئی کیا اُلجھے۔ وہی وہ لعنت جس سے جناب ناصر دہلوی کی  
چیمپاتی ہوئی شیعیت نے اہل نجد و حجاز کی تواضع کی ہے تو  
روحان کا جاہل طبقہ اس باب خاص میں بہت ہی نوعِ اعظم  
واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس کی ان حرکات سے غضب  
بصر کرنا ہی اولیٰ و انسب ہے۔

حسین ابن علیؑ و ائمہ رسولؐ اور محاذِ اشد غداری! بس بس  
جناب والا زبان بند کیجئے۔ اہد بجائے اسلام کے کفر کی  
علم برداری کی تکلیف گوارہ کیجئے۔

اس کے بعد نہر خاد میں لپٹی ہوئی گالیوں کا ایک پورا  
صوفہ بن کیئے یہاں گنجائش نکتی محال ہے۔ مجھے ان غلط  
پر مطلق مال نہیں ہوا۔ اس لئے کہ جناب ناصر دہلوی نے ان  
قلبتین میں دھلی ہوئی ملاجیوں کا جھڑ بھڑ پر یہ سمجھ کر باندھا۔  
کہ میں حضور علی مرتضیٰؑ کا پشتی دشمن ہوں۔ اور حضرت امام  
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کافرانہ بغض رکھتا ہوں۔  
کاش ناصر دہلوی لکھے پڑھے ہوتے۔ تاریخ اسلام سے  
واقف ہوتے۔ زمانہ حال کے سیاسی انقلابات کے انجینئرس  
بھی ہوتے۔ تاکہ ان کے جہل مرکب کا بھانڈا چاندنی چوک اند  
انارکلی کے چوک میں یوں نہ پھوٹتا۔

جناب ناصر کو معلوم ہونا چاہئے۔ اس خاکسار نے حضرت  
علیؑ کے نام کے ساتھ تھکنڈے کا لفظ ہرگز نہیں لکھا۔  
بلکہ شیخان علیؑ کے ذکر کے سلسلہ میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔  
کیا کسی شیعہ بزرگ کو بشرطیکہ آپ کی طرح جاہل نہ ہو۔ بلکہ  
تاریخ گجانے والا ہو۔ اس حقیقت نفس لامری سے انکار  
کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ امیر المومنین مستعصم باللہؑ کی

## مرزائی اسلام کی ذلت کا باعث ہیں

نامور سے آریہ سماج کے اس دقت تین مذہبی اخبار نکلتے ہیں۔ پکاش۔ آریہ گزٹ۔ آریہ مسافر۔ یہ تینوں اخبار اپنے ہر پرچہ میں التزم کے ساتھ اسلامی عقائد و شرائط پر مکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اسلامی حکمت پر ایک نظر کے عنوان سے اپنے بحث باطن کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ جو چیز آریہ اخبارات کے اعتراضات میں نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ ان کا ہر اعتراض مرزائیوں کے معتقدات اور مرزائے قادیانی کے خرافات پر ہوتا ہے کبھی قادیانی مرتدین کے اخبار الفضل کی عبارتوں کو سامنے رکھ کر اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے۔ اور کبھی لائبریری گھراہ فرقہ کے آرگن پیغام صلح کی تحریروں کو بنائے اعتراض بنا کر چوانغ مصطفوی کو اپنی پھونکوں سے جھانے کی آواز دہرتی ہے۔ یہ انتہائی بد دینیاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ آریہ صلح کو علم ہے کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک فرقہ میرزائیہ اسلام سے خارج ہے پھر ان کے معتقدات کو اسلامی معتقدات سمجھ کر اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے۔

بلاتشبہ مرزائی اخبارات کی نازیبا تحریریں ملن کا پوری اسلوب بیان۔ ان کا پھر طرز استدلال ان کے باطلی اجتہادات اور ان کے غلط فطریے یہ سب ہندوؤں کیلئے سرزد و بمستان یاد دہانیدن کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن ان تحریروں کو سیکر اسلام پر اعتراض کر دینا تو کسی صورت میں بھی احسن طریق مداخلت نہیں کہا جاسکتا۔ اگر اسلام اور مسلمانوں پر حملہ کرنے پر ہی آریہ اخبار اصرار رکھائے بیٹھے ہیں۔ تو اہل اہل کا مذہب ان کے سامنے ہے۔ اہل حدیث الفقہیہ اور دوسرے مذہبی اخبارات کے مضامین کے انبا موجود ہیں۔ زمیندار انقلاب سیاست عربیہ الجمیئہ جیسے اسلامی اخبارات ہر روز ان کو ہتیا ہو جاتے ہیں۔ ان کے معتقدات پر شوق سے مکتہ چینی کریں۔ اسلام کے متعلق اپنے شکوک ظاہر کریں۔ اور دشمنی کرائیں لیکن یہ سراسر انصافی اور ظلم ہے کہ مرزائیوں کی تحریروں اور کتابوں کو محض اعتراض بنا کر اسلام کو بدنام کیا جائے۔ مرزائیوں کو اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ تمام اسلامی جماعتوں نے جب متفقہ طور پر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دے رکھا ہے۔ تو پھر آریہ اخبارات کو لازم ہے کہ مرزائی مذہب پر اعتراض اور مکتہ چینی کرتے ہوئے اسلام کو درمیان میں نہ لایا کریں۔ نہایت ہی بہتر ہوگا۔ کہ اسلامی حکمت پر ان کی نظر



کے غیر مزدون عنوان کو تبدیل کر کے "مرزا ٹولی ٹولی کے حالات" کی سُرخی قائم کی جائے۔ اور اس کے تحت میں الفضل اور پیغام صلح سے باہم دست و گریباں ہوں۔ مرزا جی نے نبوت کا دعویٰ کر کے دین اسلام کے ماتھے پر کلنک کاٹیکا لگا دیا ہے غیر مسلم مرزا جی کے کیکریڈ کو سامنے رکھ کر اسلام کے اولوالعزم انبیاء کا اندازہ کرتے ہیں۔ اور انہیں فی الواقع تمام پیغمبر اور رسول ایک نہایت ہی پست حالت میں دکھائی دیتے ہیں۔ وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ مرزا جی اگر مسلمانوں کے اولوالعزم نبی ہیں تو دوسرے نبی بھی اسی رنگ و رنگ کے ہونگے۔ دیک میں سے چاول ہی دیکھنا کافی ہوتا ہے لیکن ہم ایسے دفعہ میں اصحاب سے گدڑش کریں گے کہ کیکریڈ مرزا جی کے کیکریڈ اور چال چلن اور طور طریقوں کو دیکھ کر اسلامی نبوت کا تصور نہ کیجیے۔ بلکہ اگر مسلمانوں کے پیغمبروں کی جہالت قدر اور شان رحمت اللہ علیہ کا اندازہ کرنا ہوتا تو دنیا کے عظیم فخر و مجاہدات سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار زندگی اور ان کے اسوہ حسنہ کا مطالعہ کیجیے۔ ان کے جان نثار خلفائے راشدین کی پاک زندگیوں پر ایک نظر ڈالئے پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اور اس پر صحیح طور پر عمل کرنے والے کس طرح بے سوسامانی کی حالت

میں دنیا کے جلیل القدر حکمران بن گئے ہ

کچھ عرصہ سے مرزا ٹولی اخبارات نے یہ دستور بنا لیا ہے۔ کہ ان کے معمولی سے معمولی آدمہ جن کو اسلام کی رو سے یقیناً دفعہ کے اسفل ترین مقام میں جگہ دی جائیگی ان کو یہ جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم لکھتی ہے اور ہر ملان صرف ان بزرگیدہ اصحاب کا نسبت رضی اللہ عنہم کہتے ہیں جنہیں حضور سرور کائنات کا صحبت کا شرف حاصل تھا۔ غیر مسلم جب مرزا ٹولوں کے ٹائٹل اور دعوہوں کے نام کے آفریں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ لکھا تھا پاتے ہیں۔ تو وہ انہی لوگوں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی شان کا اندازہ لگاتے ہیں۔ ہم حیرن ہیں کہ اس مصیبت کا کیا علاج کیا جائے۔ کیونکہ اسی غیر مسلم لٹے قصور وار نہیں بلکہ یہ بے غری سب مرزا ٹولوں کی لائی ہوئی ہے۔

(اصل)

(بقلم مضمون صفحہ نمبر ۴۴ سے بعد (صوفیہ عظیم شمس) رقم فرماتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ صادق طالب علموں کے کشف و شہاد میں اتفاق و شیطاں کو دخل ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کشف شیطانی کی کیفیت واضح کریں کہ کس طرح ہے۔ اور اگر دخل نہیں تو کیا وجہ ہے کہ بعض امور الہامی میں خلل پڑ جاتا ہے۔ اس کا جواب

اس طرح پر ہے مائدہ اعلم بالصواب۔ کہ کوئی شخص القلہ شیطانی سے محفوظ نہیں ہے۔ جبکہ انبیائے علیہم السلام میں تصور بلکہ مستحق ہے۔ تو ادبیا میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ تو بہر حال طالبِ باقی کس گفتہ میں ہے۔ حاصل کلام یہ کہ انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس القاب پر آگاہ کر جیتے ہیں۔ اور باطل کو حق سے جدا کر دکھاتے ہیں۔

فیسخ الله ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله آياته  
اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے۔ اور اولیاء میں یہ بات لازم نہیں۔ ان الفاظ کے بعد حضرت مجدد صاحب نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے اپنی واردات کشفیہ الہامی پر کھنے کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ دبا بنیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے معیار بنائیں اور جس امر کو اس کے خلاف دیکھیں اسے ترک کر کے اس سے کائب ہوں۔ جیسا کہ مجدد صاحب نے بھی اپنے مکتوبات میں اپنے ان مشاہدات کے متعلق جن پر خلاف شرع ہونے کا گمان ہو سکتا تھا۔ بارگاہِ حضرت ذوالجلال غرہ سببین گزر کر اکو حافی مانگی ہے اور اس خوف کا اظہار کیا ہے کہ کہیں نہایت غلط فہمی ان لغزشوں پر مواخذہ نہ کرے۔ (الاصول)

خلد آشاں شیریں دستاں میو سلطان شہید  
سنگ بین کا عرس مبارک  
فرزندانِ اسلام کا عظیم الشان اجتماع  
۲۶۔ ذیقعد ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۳۳۷ء بروز  
چهارشنبہ شہد حضرت سلطان شہید پر ریاست میسور ہزاروں  
مسلمان اور ایک دن کیلئے اس خزانہ رسیدہ جن میں پھر ہمارا  
نقشہ جم گیا۔ مندر شریف جب گنبد شاہی کے پاس آگیا تو لیا  
معلوم ہو رہا تھا۔ کہ شاہ شہداء خلد آشاں حضرت میو سلطان  
کی مبارک سواری آ رہی ہے یہ دلکش سماں ہر سال سلطان  
ذی شان کے جلوس و کدو فرکی یاد تازہ کرتا رہتا ہے بغرض  
زیارت و فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے  
مقام کے محافق اس مقدس مقام میں شب گزرنے لگے۔  
گنبد شاہی کے بالمقابل مسجد اقصیٰ میں بہت سارے نیتد کے  
توالے دیا وادھیما سے بخیر لمبی اتنے سوئے تھے۔ ان لوگوں  
کو اگر خواہ مخواہ سے استعاذہ حاصل کر لیا تو قونہ بلا تو لموہ  
کے کروہ نفاہوں سے بھی یہ مومن رہ گئے۔ ایک طرف  
محلی مسجد میں عین نوضہ مہبط اندر سلطان شہید کے بالمقابل  
یتیم خانہ اسماعیل میسور کے لئے ڈراما کا دلکش سین دکھلا  
رہے تھے۔

باقی آئندہ

# رحمت کی چوڑیاں

(مولوی محمد سعید صاحب زین پوری)

صدقے زہرا کے مجھے بخشو نشانی چوڑیاں  
اپنی باندی کو براہ مہربانی چوڑیاں  
پاپ کا میں مولیٰ یہ دنیا کی فانی چوڑیاں  
زنگ گوئیے پر سچائیں ارغوانی چوڑیاں  
نور کے ہاتھوں میں پہنائیں دُھانی چوڑیاں  
حوصلے والے ہی پہنیں امتحانی چوڑیاں  
لایا امت کیلئے پانچ آسمانی چوڑیاں  
نور کی لپٹیں ہیں آیاتِ قدسی چوڑیاں  
فَوْقَ اَیْدِیْہُمْ بِدَاللّٰہِ عِیَّانی چوڑیاں  
ہاتھ میں سیلی آگے میں سندھو نشانی چوڑیاں  
یہ سلیمانی ہیں یا فخرِ جہانی چوڑیاں

یا محمد تیری رحمت کی سہانی چوڑیاں  
ملکِ شہر میں بٹا کر پہنواؤ ہاتھ سے  
بیعتِ رضوان کا لنگن ہی کافی ہے مجھے  
گلبنِ حنین کو مالی نے سینچا خون سے  
ظالموں کو قید کرتے وقت آیا کچھ نہ ترس  
عشق کے سرار سر دیتے ہیں سر دیتے نہیں  
آسمان کی سیر کو سراج کا دھولھا گیا  
میرے آقا کی میٹھی باتیں ہیں قند و نبات  
شاہانِ قدس کے ہاتھوں میں کیا دیتی ہیں زیب  
خوابِ جمیر کی شانِ عجازی دیکھئے  
تیرے پیارے ہاتھوں کے قربانِ محبوبِ بیاں

مرتے دم تک اپنی چھاتی سے لگا رکھوں سعید  
ہیں کسی کی محبت کی نشانی چوڑیاں !!

# پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات قسط شوم :-

(سلسلہ اشاعت گزشتہ)

پر بیٹا سوار ہے۔ وہ اس کا شفیق باپ ہے اور وہ اپنے جس بل کو ہاں میں جوتا ہے وہ اس کی مہربان ماں ہے۔ اسی طرح جن مہمہ جات و بھاجی اور اناج وغیرہ کو وہ کھاتا ہے مکن ہے کہ

ان میں اس کی ماں و باپ یا کسی غریب کا رُوح موجود ہو۔

۳۸۔ ویک دھرم کے مطابق کئی مفید جانور مثلاً اونٹ۔ گدھا۔ بیل وغیرہ پر ہم ہتیا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سے ثابت ہے کہ پر ہم ہتیا کرنا ویک دھرم کے مطابق نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ان جانوروں کے وجود

سے دنیا خالی ہو جائے (منوسمرتی ادھوا ۱۲ شلوک ۶۱)

۳۹۔ جو لوگ گنہگار و کھٹا کا شور مچا رہے ہیں۔ ان کو حلوم ہو کہ ان کا یہ شور فضول ہے۔ ہزار گنہگار گنہگار ہیں اور پنچرا پول کھولے جائیں۔ تب بھی گنہگار کی نسل میں ہرگز اضافہ نہ ہوگا۔ جب تک ویک دھرم کے مطابق وہ باپ

نہ کئے جائیں جن کی سزائیں گنہگار کی جوں کی جوں کی ہے؟

۴۰۔ سوال ہے کہ سابقہ جنم یا دیکھیں نہیں رہتا؟ اگر

جواب میں کوئی کہے کہ اس جنم کی ہی باتیں یاد نہیں رہتی ہیں۔

پہلے جنم کی کیسے یاد رہ سکتی ہیں۔ ہم کہیں گے۔ کہ ہمارے

سوال کا جواب یہ نہیں ہو سکتا (محل دہی) باتیں ضرور یاد رہتی

چاہئیں۔ جیسے کہ اس جنم کی بھی محل دہی باتیں یاد آ جاتی ہیں؟

۴۱۔ اگر سب جو باپ ہی باپ کرنے لگیں اور یہ بات امر محال بھی نہیں ہے بلکہ مکن ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کار ایک بھی انسان دنیا میں موجود رہے گا۔ اور صرف جانور ہی جانور وغیرہ (جھوگ بونی والے) ہونگے۔ تو پھر ویک پر مشورہ کے پر کرتی کاناں میں دم آجائیگا۔ یعنی چرند ہی چل نہیں سکیگا؟

۴۲۔ اسی سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ویک دھرم انوسار "باپ" کی بھی سخت ضرورت ہے۔ اور باپ انسانی زندگی کا دوسرا جزو ہے۔ کیونکہ بغیر باپ کے دنیا کا خاتمہ ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ویک دھرم باپ کا حامی ہے۔ اور ویک ایشور پالوں سے خوش ہے۔

۴۳۔ بون کے اصول کے مطابق مرد کا حیووت کے جسم میں اور

عورت کا جگر مرد کے جسم میں آ جاتا ہے۔ اسی لئے مکن ہے کہ

کسی وقت بیٹا اپنی ماں کا شوہن بن سکتا ہے۔ اور دادا اپنی پوتی

کا خاوند بن سکتا ہے۔ اور باپ اپنی بیٹی کا پتی (مالک) ہو سکتا ہے وغیرہ

۴۴۔ بون کے مسئلہ کے مطابق مرد اور عورت کا روح حیوانات

اور نباتات میں بھی آ جاتا ہے۔ اس لئے مکن ہے کہ جس گھٹے

۴۱۔ اگر پہلے جہم کی باتیں یا وہ نہیں رہیں اور انسان ہزار ہا جنموں میں بھٹکتا چلا آتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ ویدک لٹریچر کے جنموں کا نیم انسانی نیچر (فطرت) کے سراسر خلاف ہے کیونکہ پہلے جنموں کی باتوں کا یاد رہنا نصیحت اور عبرت کیلئے ضروری ہے۔ ورنہ ایسی سزا سے کیا فائدہ اور سدھارا ہوگا؟

۴۲۔ کسی راجہ کے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ اب تنازعہ کے اصول کے مطابق یہ ضروری ہے کہ راجہ کے کرم ایسے ہوں جن کے بدلے اس کے گھر بیٹا پیدا ہو۔ نیز راجہ کے بیٹے کے بھی پہلے جہم کے ایسے ہی کرم ہونے چاہئیں جن کے بدلہ میں وہ راجہ کے گھر میں پیدا ہونے کے لائق ہو۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ راجہ اور اس کے بیٹے دونوں نے صلاح مشورہ کر کے ایسے کرم کئے تھے؟ اور ایسا ہی کرموں کا ٹاپ سب جنموں میں دیکھیں آتا ہے۔ کیا سب ملکر صلاح کر کے ایسے کرم کئے ہیں۔ اور کرتے آئیں گے؟

۴۳۔ جب ویدک دھرم کے مطابق جیو اور پرکرتی (روح اور مادہ) کو ویدک الشور نے پیدا ہی نہیں کیا ہے تب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کس ڈگری یا حق کے مطابق روح اور مادہ کے اوپر کرموں کی سزا اور جزا کی حکومت چلا رہا ہے؟

۴۴۔ اگر آریہ مہتر کہیں کہ ان کے لئے پریشور کے لیاقت کی ڈگری ہی کافی ہے۔ تو پھر اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ روح

اور مادہ کی طرف سے قبولیت کی ڈگری بھی ہونی ضروری ہے۔ آریہ مہتر روح اور مادہ کی ایسی قبولیت کا کوئی بھی ثبوت پیش کریں؟

۴۵۔ سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اگر اور پچھلے جنموں کا حال معلوم کرنا چاہے۔ تو ہرگز معلوم نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے یہ بات الشور کے جاننے کی ہے اور نہیں چھو کی۔ رشیار تھپر کاش صفحہ ۳۲۹ پھر نیڈت لیس کھرا صاحب نے ہٹوٹو تنازعہ میں لکھا ہے کہ جنموں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اُس نے ”مکندر بھجاری“ اور ”سمی سپا ریل“ وغیرہ کے قصے اس کے ثبوت میں لکھے ہیں دیکھو اہلیات آریہ سماج صفحہ ۹۸-۹۹ اب دونوں میں سے کون سچا؟

۴۶۔ سوامی دیانند صاحب ستیا رتھ پرکاش میں جنموں کو حال معلوم ہونے کا شکر ہے۔ پھر اس کے خلاف جنموں کے اثبات میں زکرت کے مصنف کی نیچے والی گواہی مستبر سمجھ کر اپنی تصنیف رگ وید آدی بھاشا بھومکا میں نقل کرتا ہے کہ میں مہتر ہوں پھر پیدا ہوتا ہوں۔ پیدا ہو کر پھر مہتر ہوں۔ ہزار بار جنموں کو بھوگا ہے مختلف قسم کی غذا کھائی ہے اور مختلف پستانوں کا دودھ پیا ہے بہت ماٹوں کو دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب سوال یہ ہے کہ سوامی دیانند کی کون سی بات سچی ہے؟ (حوالہ زکرت ادھیائے ۱۳ کھاٹہ ۱۹)

۴۷۔ کوئی شخص خواہش کرے کہ میرے حیوانات اور نباتات میں اضافہ ہو یعنی اس کے ملیشی اور زراعت میں ترقی ہو تو تناخ کے اصول کے مطابق وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ جب تک ایسے پانی جو موجود نہ ہوں جن کو سڑا میں چار پائے جانور اور کھیتی باڑی کی جون ملے۔ اس سے ثابت ہے کہ

کوئی بھی جو (روح) کرم کرنے میں مستغرق یعنی آزاد نہیں ہو؟ اور کوشش و سعی کو دنیا کی آبادی میں دخل نہیں ہے۔ کیا ایسا دہم و عدم حکمت بھی سائنس کی ہوا میں سانس اٹھا سکتا ہے؟ اور کیا دنیا کی آبادی کا مدار پانی جیوں پر ہے؟

۴۸۔ پھر اگر ایسے پانی جو موجود ہوں جن کو سڑا میں چار پائے جانور اور کھیتی باڑی کی جون ملے والی ہو۔ پھر بھی ایسے آدمی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے جو کھیتی باڑی اور کھیتی کے پالنے کا کام کرے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ویدک ایشور سربکشیماں (قادر مطلق) نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے گاہکوں (پانی جیوں) کا سخت محتاج ہے۔

۴۹۔ ہم دنیا کے نظام اور ترتیب کو دیکھتے ہیں کہ کیا انسان کیا حیوان کیا پرندہ کیا درخت ہر نوع اور جنس اپنی ڈیوٹی پرست ہے۔ گویا ایک باغ میں باغبان نے سب سے ایک سطر اور ترتیب میں قطار بنا کر رکھا ہے۔ یہ نظام اور

ترتیب بتلاتا ہے کہ دنیا کا انتظام اور آرڈر بھلا ویک (خود بخود) نہیں ہے۔ بلکہ نیتیک یعنی خدا عزوجل کے نیم اور حکمت کے وجہ سے ہے۔ اسی لئے یہ دنیا کا نظارہ جونیوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ قادر مطلق کی ہستی اور وجود کا زبردست ثبوت ہے؟

۵۰۔ اگر آدمی مترکہ ہیں کہ سارا نطفہ جونیوں کا نامک ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جیوں نے سوچ بچار کر کے مقررہ پاپ اور پچ (ثواب) کا مقابلہ لیکر رکھ لے۔ یا پورے کا پورا پہاڑ لگا کر جو ایک مقررہ پیمانہ (ناپ) پر ثواب اور گناہ کرتے رہتے ہیں وہ یہ دنیا کی ڈیوٹیاں اور خواہشیں کس طرح پوری ہوتی رہتی ہیں۔ یعنی جب تک دنیا کی خواہشوں اور ضرورتوں کے مطابق سوچ سمجھ کر پاپ اور پچ نہ کئے جائینگے تب تک انسان کا تعداد میں کمی ہوتی رہگی یا حیوان میں یا پرند میں کمی ہوتی رہگی یا درختوں وغیرہ میں پھر دنیا کا چرہ کس طرح چلیگا؟

۵۱۔ مختلف ملکوں میں مختلف جاندار مختلف نباتات اور مختلف موجودات پیدا ہوتی رہتی ہیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو جب تک حساب باندھ کر

ایک مقررہ پیمانہ (میٹر) پر پاپ بچ نہ کرتے رہیں گے تب تک مختلف ملکوں کی خواہشات اور ضروریات کس طرح پوری ہونگی۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ سب جیود نے پاپوں کا سوچ بچار کر کے ایک مقررہ نیزولوشن (عہد) پاس کر کے رکھا

۵۲۔ اس بات کی تائید اس ویک سدھانت کی ملتی ہے کہ امتیختنی شسٹری کے وقت (دنیا کے ہر ایک غار) میں جیود کو جوان مردوں اور عورتوں کی وہی جون مٹی رہتی ہے۔ اسی سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رُحوں نے گناہ اور ثواب

کا حساب کر کے ایک مقررہ ناپ (پیمانہ) بنا کر رکھا ہے۔ ورنہ ہر ایک شسٹری کے ارنجہ یا آغاز میں یعنی امتیختنی شسٹری کے وقت جوان جوان مردوں اور استریوں کے جوُن کا وہی ناپ آؤٹ کیوں ہوتا ہے؟

۵۳۔ اگر جوُن کے سدھانت کے مطابق جیود نے گناہ اور ثواب کا ایک مقررہ پیمانہ اور ناپ بنا کر رکھا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیود کو ویدوں کے الہام کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ویدوں کا وجود مطلق بیکار ہے کیونکہ رُحوں کو اپنے مقرر شدہ میٹر اور پیمانہ کے مطابق ہی گناہ اور ثواب کرنا ہے۔ اور انہوں کو فطرتاً مقرر شدہ ناپ پر ہی قدم بقیہ ملنا ہے۔

۵۴۔ اگر آریہ مقرر کھیں کہ جیود میں ان کے فطرت کے مطابق ہی گناہ اور ثواب کا ایک مقرر شدہ پیمانہ اور میٹر ہے کیونکہ جیو الپگیہ (تھوڑی عقل والا) ہے اس لئے وہ گناہ کر بیٹھتا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ویک ایثور انیائی (ظالم) ہے کیونکہ وہ سرودگیہ (علیم کل) ہے پھر جیود کی فطرت واقف ہو کر بھی قصداً ان کو یونیوں کے چکر اور غلاب میں محبوس کر دیتا ہے؟

۵۵۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیود نے ویک ایثور کی حکمرانی پر رضا مندی نہیں دی۔ اور نہ ہی ویک ایثور نے بیچا سے جیود کے ”الپگیہ سجاو“ کا کوئی قیاس اور ترس کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے

اوپر سوال نمبر ۴۴ و ۴۹ میں بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یونی کا مشلہ وہوں کا مجموعہ ۵۶۔ مغربی قوتوں نے سائنٹیفک خدایات اور تجربوں سے ثابت کیا ہے کہ مرے ہوئے آدمیوں کی رُحوں کے ساتھ کلام اور پیغام کرنا ممکن ہے آریہ مترجس سائنس پنازاں ہیں۔ اسی روشنی کی دیوی نے ہی یونی ماما کی جڑ پر کلہاڑی مار کر رُحوں کیساتھ

پیغام کا سلسلہ ایجاد کیا ہے۔ اس لئے اگر یہ خبر یونی کے  
سہانت کا جتنا ذیادہ گریہ اور ماتم کریں اتنا ہیچ ہے۔

۵۷۔ ہم آخر میں ایک دردناک سوال ایک  
یونی کے قائل کا فو اس کی زبانی جواب کے لئے پیش  
کرتے ہیں۔ اے اناج دانا پاپ! ساری شیشی کا تھکا

تمہارے ہی ذریعہ سے قائم ہے۔ اگر تم نہ ہو۔ تو اناج  
کدھر سے آئیگا۔ پھر میں کدھر سے کھاؤں گا۔

پھر مجھے ترکاری ڈال پاپ! کدھر سے لیگا۔ اور صبح  
کیلئے آلو اور رات کے لئے شلغم مجھے کیسے میسر ہوئے

پھر تو میرا تو اور ماڈی ہمیشہ کیلئے اٹنی رہیگی۔ اے  
جگن پاپ! سچ یہ ہے کہ ایشور کی ایشوری تمہارے

ہی سیٹک پر کھڑی ہے۔ تمہارے سوا گائیں بھینس اور  
گھاس ستری کدھر سے آئیگا۔ پھر دودھ کہیں دہی میں

کدھر سے کھاؤں گا۔ نہ صرف اتنا ہی تو میرا ناقہ ہے  
بلکہ حلق بھی ہے۔ کیونکہ اے میرے پرکھو پاپ! اگر تو نہ

ہوتا۔ تو پھر میں کس طرح پیدا ہوتا۔ خوا آشیر داد (دعا)  
کر کہ انسان زیادہ تجھ سے پریم رکھیں۔ تو اناج۔

گھاس۔ سبزی۔ مٹی۔ پالک سویا بھاجی۔ آلو۔ دال۔ ماش۔  
(مصالح) مولی۔ شلغم۔ گائے۔ بھینس۔ بکری۔

اونٹ گھوڑے وغیرہ زیادہ پیدا ہوں۔ تو ملک آباد ہو  
اور قحط نکل جائے۔ اے میرے زندگی کے سہارے پاپ

تو میری دعائیں اور فریادوں کو سن۔ مگر ایسا نہ کر کہ سب مذ  
ہی مرد ہو جائیں۔ تو پھر میرا رات کو گجرا (گڈرا) کس طرح

ہوگا۔ اور نہ ہی ساری کی ساری عورتیں ہی عورتیں بن  
جائیں تو پھر میرے ساتھ بھی ساپھو جلم (صاف ظلم) ہو

جائیگا۔ مطلب (مطلب) تو گریوں (گریوں) کا کوئی کھیا  
(خیال) رکھنا۔ شانتی! شانتی!! ایک سائیل ۵۸۔

(جونیوں پر فیصلہ)

ہم دیکھتے ہیں کہ جُون کا مسئلہ وہیں پر مبنی ہے۔  
کیونکہ جُون کے سدھانت کے مطابق یہ لازمی اور ضروری

ہے۔ کہ ہم اپنی ضرورتیں اور آسائش کیلئے گناہ اور پاپ  
کریں۔ ہمارے ارد گرد تمام چیزیں پرندے۔ حیوان

گھاس۔ بھیل۔ پھول۔ میوہ۔ بھاجی۔ سبزی۔ ترکاری۔ درخت  
اناج کے کھیت۔ کپڑے۔ کھوڑے۔ پرندے۔ جانور

وغیرہ انسانوں کے گناہوں اور پاپوں کا نتیجہ ہیں۔ اور  
وہ ہمارے ہی بھائی اور آدم زاد ہیں۔ گو یا ہم یونی کے

سدھانت کے مطابق ایک قسم کے آدم نور بھی ہیں۔ کیونکہ  
جس مولی۔ رگا۔ جوشلغم۔ ساگ۔ بھاجی کو منسے سو دانتوں



اس کی نظر میں عالم نباتات اور عالم حیوانات کا وجود انسانی گناہوں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یونی کے سدھات کے مطابق سرو و گدین ایثار ایک سنگڑی کوڑی یا ایک گھاس کی تیلی یا ایک پتہ بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ حدیثیات اور وعدہ میں ترکیب اور تبدل ہے۔ وہ بھی کیوں یونیوں کا نتیجہ نہیں مانا جاتا؟

یونیوں کا بڑا سب کچھ پاپ ہے جس میں اتنی شین اور قدرت ہے۔ انھیں کے ذریعے ابد سہارا کی مدد ساری کائنات قائم ہے۔ کیونکہ اگر دنیا میں پاپ کا وجود نہ ہے۔ تو ایسا ایک متخل اور بیکار وجود ثابت ہوتا ہے۔ جو پاپ کے بغیر اختیار ایک سنگڑی کوڑی بھی پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ بلکہ ایثار گناہ اور پاپ کا خوف دست تکرانچٹ ہے۔ اس سے زیادہ اور دہریت (ناستکینہ) کوئی ہے۔ یونی کے سدھات ماننے سے اگر یہ منہز اپنی مسلمات و سدھانتوں کو بھی جواب دے چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ ویدک دھرم کا سدھانت ہے کہ سرشٹی کے نیم (قانون) اٹل (جو نہ پھریکیں) ہیں۔ یعنی دوسرے الفاظ میں قانون قدرت میں بدل بدل (تبدیلی) اور محال ہے۔ اسی لئے مہرہ

معجزوں اور خرق عادات اور کشف کرامات کے سخت ترین منکر میں گیر ہم دیکھتے ہیں کہ یونی کے مستلکین اس سدھانت سے بھی ہاتھ دھو کے بیٹھتے ہیں کیونکہ سرشٹی کے نیم کے مطابق ہم کو پونچر (فطرت) ملتی ہے وہ بڑے اعمال کی وجہ سے تبدیل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ وہ پانچانہ کے کیڑے کے پونچر (انسانی فطرت) کو پاخانہ کے محض بدبو ہی بدترین مصیبت اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر کیڑے کے لئے بدبو تو چھوڑ دو۔ بلکہ خود فضلہ (غلاظت یا سیلا) بہترین غذا اور مروج الارواح خوراک ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ انسانی نیچر بالکل تبدیل ہو کر ایک نئی اور علیحدہ نیچر ہو جاتی ہے۔ اس لئے انسانی نیچر جو سرشٹی کا اٹل نیم تھی وہ تبدیل ہو گئی۔ اور تخریب و تبدل پذیر ہو چکی۔ یعنی ان کے بڑے سدھانت کا خاتمہ ہو گیا۔

رایک حق پسند نیم

# میرا کا اعجازی قصیدہ

## قسط ہفتم

(کلام مرزا اور اس کا اپنا ترجمہ)

(لاز قلم مرد غیور)

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا إِلَهَ الْكَوْنِ - وَنَفْسُ قَلْبِ الْفَطْرَانِ نَصِيحُ  
اور ہم نے تمہارے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اور اب بھی تمہارے دل کے لئے جو نصیحت ہے

(تنقید) ناظم نے فریق مخالف کا خیر خواہی میں یتیم کیا ہے  
کہ ہمارا جی تمہاری حالت دیکھ کر تپ ہے۔ مگر بات کرنے کا

سلیقہ نہیں آتا، کیونکہ میرا کیا کا ترجمہ غم اٹھانا کیا ہے اور دیکھنا  
نہیں کیا۔ اور تصریح فرمنا کہ قلوب کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے کہ

ہمارے دل میں آگ ہے۔ ورنہ آئل ترجمہ یوں تھا۔ کہ ہم دل  
میں آگ جلاتے ہیں۔ مگر کس کے دل میں؟ یہ معلوم نہیں۔ شاید

فی قلبنا مراد لیا ہے۔ اور اسی بنا پر ترجمہ کیا ہے۔ کہ ہمارے  
دل میں آگ ہے مگر اسماعیل غازی لکھتا ہے کہ اصل یہی القلب تھا

کاتب کی فوگداشت سے آئی چھوٹ گیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا  
سورہ میں آل موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا تو ضرور غازی پیش کر دیتا۔

ورنہ بجا جماعت کرنا انصاف کے خلاف ہوگا۔ دوسرا سوال یہ پیدا  
ہوتا ہے کہ اگر القلب تسلیم کیا جائے تو ناظم کا اپنا ترجمہ

غلط ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارے دل میں آگ ہے۔ کیونکہ سیاق کلام سے  
معلوم ہوتا ہے کہ ناظم نے لفظ نا محمد وف کیا ہے۔ یا اے  
قلبی سمجھا ہے۔ مگر قص کے جمعیت قلب کی وحدت سے مخالف  
پڑتی ہے۔ بہر حال سچ اور حواری دونوں اس مقام پر بہت نظر  
آتے ہیں اور کچھ بن نہیں پڑتا۔ شعر کے آخر میں نصیحت کا ترجمہ

یوں کیا ہے کہ ہم آگ کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی غلط ہے  
کیونکہ نصیحت بقیاری کو کہتے ہیں۔ آگ پوشیدہ رکھنا کس

معنی نہیں ہو سکتا۔ بہر حال یہ شعر ایسا غلط ہے کہ نہ تو اپنے ترجمہ کر  
تقاضا کر سکتا ہے۔ اور نہ حواری نہ کوئی تاویل چل سکتی ہے۔ اور

اگر یہ سب کچھ صحیح مان کر غور کیا جائے تو شعر کا مفہوم ہی کچھ  
ایسا بے ربط ہے کہ ابتدائی شعرا کو مخاطب علم اسی سے اچھی

مضمون آرائی کر سکتا ہے۔ بھلا یہ کیا تھا کہ ہم نے تمہاری خاطر  
کئی غم دیکھے۔ کہاں دیکھے؟ کب دیکھے؟ اور کیوں دیکھے؟

پہلے کچھ نہیں بتایا اور یہاں آ کر خواہ مخواہ چھوٹ بول دیا۔ بلکہ  
مقابل میں گالیاں دے دے کر مخاطب کو خوب کوسا ہے اور اب

کہتے ہیں کہ ہم نے تمہاری خیر خواہی میں کئی ایک غم دیکھے ہیں عجیب  
تنگ بندی ہے۔ دوسرا مصرعہ میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ہم اس وقت

بھی دلی کی آگ میں جلیے ہیں۔ تو پھر کیوں کہا کہ ہم غم دیکھ چکے ہیں  
یوں ہی کہہ دیتے کہ ہم اس وقت بھی غم دیکھ رہے ہیں۔

ایک ایسے شخص سے نامکن ہے جو اول سے آخر تک گالیاں ہی نہیں  
کا عادی ہو چکا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ شعر ماقبل و ابجد کے اشعار  
سے بالکل بے تعلق ہے۔ ہاں شعر ۱۱ کا اعادہ کہا جائے تو  
انجما کی گڑبٹ جاتی ہے۔

(۱۰۳) فَسَلَّ أَجْحَا الْفَارِسِي أَخَاكَ أَبَا الْوَفَا

ترجمہ: اے قاری تو اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ

لِمَا يَجِدُ الْحَقُّ وَقَدْ جَاءَ مُنْذَرُ

وہ کیوں بیوقوفوں کو فریب دے رہا ہے اور ڈانٹا لایا

(تفصیل) نام نامی نے قاری سے مراد مولوی ثناء اللہ کے خیال

مخالف مراد لیکر ان کو احق قرار دیا ہے۔ مادہ یہ اسی شخص کی نسبت  
ہے جو نبوت کا مدعی ہے۔ مادہ اپنے آپ کو مندر بتاتا ہے۔

مولوی صاحب کو دھوکہ باز بناتا ہے۔ ابھی کچھ شعر میں گلدھے

کہ مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ اور اب گالیاں دینے لگ گیا ہے۔ اس

تخالف بانی کو انجما کو کہنا کمال خوش فہمی ہوگی۔ اور وہ جہاں مندر

کا ترجمہ اور مندر لکھنا خلاف اصول ہے کیونکہ اس قصیدہ کے

ترجمہ میں نشو و روز کا اضافہ ملکا اس کو جو محاورہ کرنے کی

کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے یہ عند کرا غلط ہوگا۔ کہ قرآن مجید

کے پُرانے تراجم میں علامہ حالیہ کا ترجمہ آور کے ساتھ کیا جاتا تھا۔

۵ کہ تقویم پارینہ نائید بکار

کیا اسی تک ہندی پر اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ قصیدہ انجما کی ہے  
جس کا جواب نہیں بن سکتا۔ ہاں اگر س قیل کی یوں تاویل کی جا  
کہ غلط ہونے میں اور مذاق شاعری سے خالی رہنے میں اپنی نظیر فقط  
آپ ہی ہے تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی ذی شعور آدمی اس کا  
جواب نہیں لکھ سکتا۔

(۱۰۴) أَصْبَحْتُ وَقَدْ فَاضَتْ دُحُوْعِي قَاتِلًا

میں آواز مارا ہوں اور میرے آنسو دیکھ جا رہی ہیں

وَقَلْبِي لَكُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ

اور میرا دل ہر یکم تمہارے لئے گرم کیا جاتا ہے

(تفصیل) میں آواز مارتا ہوں، قادیانی اور وہ ہے۔ فاضت کا

ترجمہ جاری ہیں ابھی نظم پر دور ہے۔ دل گرم کیا جاتا ہے، ابھی

نیا محاورہ ہے یا کم از کم غیر متسل ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب ناظم

نے پہلے اشعار میں گالیاں دی ہیں۔ تو اب کیوں اُسے رحم آنا

شروع ہو گیا ہے۔ اور دل کی گرمی کا اظہار خیر خواہی کے طریق پر

کیوں کیا جا رہا ہے۔ بہر حال یہ شہر آبیہ کہتا ہے کہ نہ اس میں کوئی

استحارہ ہے۔ نہ تشبیہ اور نہ کوئی کنایہ یا مجاز۔ ہاں مرزا کی

لٹریچر میں اس کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ کیا کوئی مرزا کی بنا

کتا ہے۔ کہ ناظم چنیں بھی مارتا تھا۔ شاید تشبیہ اعصابی کے آغاز

میں یہ عارضہ پیدا ہوا ہوگا۔ وجہ چنیں یا مکر اظہار ہمدردی کرنا

(تفصیل) اس شعر کی نوعیت یہ چاہتی تھی۔ کہ ناظم اس تمام پر کوئی اپنی فوقیت ظاہر کرنا۔ مگر کہاں وہ اور کہاں ان کی جڑیں جس شعر کو پیش نظر رکھ کر پیشتر تراشا ہے۔ اس میں شاعر نے اپنا زور دکھلایا ہے۔ کہ میں نے کئی ایک مقابل فتنوں کو دھکیل دیا ہے مگر ناظم اپنے آپ کو ایسا کمزور ثابت کر رہا ہے کہ فریق مخالف کے مقابلہ پر سوائے گالیوں کے کچھ پیش نہیں کر سکتا۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے۔ کہ پہلے شعر میں میل خوری نے یہ مندر کیا تھا۔ کہ وَقَدْ جَاءَ مُنْذِرًا مَّرْجِعًا مَرْتَبًا ہوئے واؤ حالیہ کو واؤ عاطفہ بنالینا اس لئے جائز ہے کہ قرآن مجید کے پڑنے تحت لفظی تراجم میں ایسا ہوتا ہے۔ مگر خوری صاحب اب بتائیں وہ تحت لفظی ترجمہ کہاں کیا۔ ناظم قدس لایت جلالہ کا تحت لفظی ترجمہ چھوڑ گیا ہے۔ دروغ و رافضیہ ناسب شد فوراً ایک ہا شعریں رنگ بدل ڈالا۔ اُن پوٹالوں دعاوی کا اثر ہے۔ سیدھا کیوں نہیں کہتے۔ کہ ناظم جو اس باختم ہو گیا تھا۔ اور فنِ شاعری سے نابالغ تھا۔ کبھی اس کے تراجم کو بامحاورہ بتایا جاتا ہے۔ اور کبھی تحت اللفظ۔ یہ تو دی بات ہوئی۔ کہ ایک امیر گھوڑے پر سے گر پڑا تھا۔ کسی نے پوچھا۔ کہ جناب یہ کیا؟ کہا کہ یہ وقت ہماری کسرت کا ہے۔ ہم کسرت کیلئے اچھل پڑے ہیں۔ یہاں بھی ناظم نے ٹھوکر کھا کر داؤد حالیہ

ناظم کا فرض تھا۔ کہ مولوی شمس اللہ صاحب نے جو جماعت مرزاٹیوں کو دھوکے دیئے تھے۔ بیان کر دیتا۔ مگر زبان ایسا بھد ہے۔ کہ پہلے تو یہ نہیں بتایا کہ حقیقت اسے مراد کون لوگ ہیں۔ مسلمان یا مرزاٹی؟ غالباً مرزاٹی ہی ہونگے کیونکہ ناظم مناظرہ مکہ مکرمہ رو رہا ہے جس میں بیوقوف مرزاٹیوں کو بری شکست ہوئی تھی۔ مقتضائے کلام بھی یہی چاہتا ہے۔ کیونکہ پہلے مصرعہ میں اہل اسلام کو مولوی شمس اللہ کا بھائی قرار دیا جا چکا ہے۔ اب مطلع میں ہو گیا کہ بقول ناظم مولوی صاحب اور اہل اسلام دھوکا دینے والے تھے۔ اور دوسری طرف اہل مرزاٹی دھوکا کھانے والے۔ دوسرے مصرعہ پر ہم صواب کرتے ہیں۔ کہ مرزاٹیوں کی جماعت واقعی اہل مرادان ہے۔ کہ ہر ایک ان میں ملہم ہو گیا مدعی بن جاتا ہے۔ اور آج تک کئی ایک مدعی نبوت اور رسوخ کا دوسے کئی مدعی قدرت ثانیہ بنکر مسیح قادیانی کا بروہن بنے ہیں۔ اگر ان میں ذرہ جبر عقل ہوتی ایک نہیں دو نہیں کسی مدعی نبوت کے دعاوی کو جانچ کر دامِ ترویر سے رہائی پاتے۔ ذُرَّهُمْ فِي طَعْنٍ نَحْمُ لَعْنَهُمْ۔

(۱۰۴) الْأَرْبُ خَصِمٌ قَدْرًا لَيْتَ جَدَّ آلِهِ

خبردار ہم نے بہت بحث کرنے والے دیکھے  
وَمَا اِنْ سَاكِنًا مَثَلًا مِّنْ خَرُومٍ  
مگر اس جیسا فزبی کوئی نہیں دیکھا

کا ترجمہ آور کے ساتھ کیا ہے۔ تو حاری عذر کرتا ہے۔ کہ  
اللفظی ترجمہ کا بروز ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس  
طرح ناظم ہر ایک کا بروز تھا۔ اسی طرح اس کی ہر چیز بھی ہر چیز کا  
بروز تھی۔ چنانچہ ترجمہ بھی کبھی با محاورہ تراجم کا بروز بنتا۔ اور کبھی  
تحت اللفظی کا بروز دکھائی دیتا۔ اب بتائیے حواری صاحب!  
آپ ہم کو دھوکہ دے رہے ہیں یا مولوی صاحب نے مناظرہ میں  
بلے وقوف مرزا ٹیوں کو دھوکہ دیا تھا؟

یہ تو ہوا جو کچھ ہوا۔ مگر حواری صاحب اس کمزوری کا کیا جواب  
دینگے۔ کہ پہلے مصرع میں سرائیت ہے اور دوسرے میں نیا  
شاید یہاں بھی وحدت اور جمعیت کے بروز کا بہانہ پیش کیا جائیگا  
مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ پہلے مصرع میں بھی راکیتا کھپکتا تھا۔

لیکن ناظم اپنی نو آموزی کی وجہ سے اور دماغی کمزوری کی وجہ سے  
بجھتا نہیں سکا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ایسے نکتے شاعر بھی ہمارے  
سامنے اعجاز کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جن کو اپنی کمزوریاں بروز  
کے رنگ میں پیش کرتے کرتے شرم نہیں آتی۔  
اِنَّ الْبَغَاثَ بِالْأَرْضِ نَاسْتَكْسِرُ۔  
۱۰۵۵ عَجَبْتُ لِحِثْمِهِ اِلَى ثُلُثِ سَاعَةٍ

مجھے تعجب آیا کہ اس نے بحث کا زمانہ بین منٹ مقرر کیا  
اِنَّكَ تَحُلُّ الْبَحْثَ اَرْكَانَ مِثْسَلٍ

کیا یہ بحث تھی یا کوئی قمار بازی تھی؟  
(تفتیش) شعر نمبر ۲۵ و ۲۶ میں ناظم نے بحث کا زمانہ  
مرزائیوں کی طرف سے ایک گھنٹہ قرار دیا ہے۔ اور مولوی  
ثناء اللہ کی طرف سے بین منٹ اور اب پھر اُس کو دہرا  
کر کہتا ہے کہ بین منٹ کی بحث ایک قمار بازی کا داؤ  
ہوتا ہے۔ جس کا لگ گیا وہی کامیاب ہو گیا۔ ورنہ اس میں  
اصلیت نہیں کھلتی۔ مگر ناظرین خوب اندازہ لگا سکتے ہیں  
کہ ناظم کو بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ  
مرزائی اشائے مناظرہ میں اپنی تقریر کا وقت ایک ایک گھنٹہ  
لینا چاہتے تھے۔ اور مولوی صاحب نے بین منٹ پیش  
کئے تھے جس پر وہ مجبور ہو گئے تھے۔ اب ناظم اپنے اشائے  
میں تقریر کا لفظ نہیں بھاسکا۔ اس کی بجائے بحث کا  
لفظ گھسیٹ دیا ہے اور کہتا ہے کہ بین منٹ کی بحث  
قمار بازی ہوتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا ایک گھنٹہ  
یا بین منٹ کی بحث بھی کبھی وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اگر میں  
منٹ کی بحث قمار بازی ہے تو ایک گھنٹہ کی بحث بھی قمار  
بازی سے کم نہیں ہوگی۔ اب حواری صاحب بتائیں کہ اس کمزوری  
کا دفعیہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ناظم کو بحث اور تقریر  
کا لفظ استعمال کرنا نہیں آتا۔ اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ

یہ کلام اعجاز نما ہے۔ لا جواب ہے۔ الہامی ہے معلوم نہیں کیا گیا ہے۔ ناظم بھی تو بے خبر تھا۔ مگر اس کے مرید ایسے گئے گئے ہیں کہ کئی پرکھتی مارتے چلے جاتے ہیں۔ مرزا یثربوش کرو۔ اور اب بھی رو راست پر کجاؤ کس نابلد شاعر کا پیری میں اپنے قوائے غفلیہ کو بھی خواب کر رہے ہو۔ لو اب ہم تم کو ایک اندک زوری ناظم کے کلام میں دکھاتے ہیں لہجہ کشمیر پر سکتہ پڑتا ہے۔ اور کائن میکس میں خبر کان کا اعراب غلط ہونے پر مجبوری کا اظہار کیا ہے۔ قربان جائیں حواری اسمعیل پر کہ اُس نے ناظم کے بھی کان کتر ڈالے۔ کیونکہ وہ تو اپنے ترجمہ میں لفظ کائن کو ناقص بنا رہا ہے۔ اور یہ حضرت اُسے خواہ خواہ کان نامہ بنا کر میکس کا ضمہ صحیح بتا رہے ہیں۔ اسی طرح ناظم نے تو محل الجث پیش کے بغیر پیش کیا۔ اور یہ پیش کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

فَتَحَاثَّتْ الْأَرْبَابُ فِي أَعْدَائِنَا  
سَبَبُ الْجَمْعِ خَوَاطِرُ الْأَحْبَابِ

ہم حواری کی بیجا حمایت پر سخت افسوس کرتے ہیں کہ اتنا اور اس قدر طبع رسا رکھتے ہوئے اندھی تقلید میں پھنس کر اپنے قولے دامیہ کا ستیاناس کر رہے ہیں۔ اور تاویل کرتے ہوئے خود اپنے پر کو بھی مصلح دینے لگ جاتا ہے۔ اسے لازم تھا کہ جہاں اس قدر جرأت سے کام لیا تھا۔ تو ذرا

اور جرأت کر کے اس ماؤف الدماغ کی ثنا خوانی سے دست بردار ہو جاتا۔ اب خلاصہ یہ ہے کہ دوسرا مصرعہ بالکل ناقابل تصحیح ہے کیونکہ اس کی اصلیت اَنَّ مَحَلَّ الْبَحْثِ كَوَاكِنَ مَيْكْسُ مانا ناظم کے اپنے ترجمہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ کیا یہ بحث تھی یا تمار بازی؟ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصرعہ اول میں لہجہ کشمیر کو کائن کا اسم بنا رہا ہے۔ اور یہ اعتراض کرنا بے جا ہو گا۔ کہ بحث کو محل بحث نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ ناظم کی زبان میں بحث سے مراد تفسیر ہے تو کوئی تعجب نہیں کہ اُس نے بے لیاقتی کی وجہ سے بحث کو محل بحث ہی تصور کر لیا ہو۔ کسی نے اُونٹ دیکھ کر پوچھا تھا کہ ماں! یہ کیا ہے؟ اور اس کے گے میں کیا پڑا تھا ہے؟ تو بے وقوف اور جاہل ناکندہ تراش ماں نے اپنے نوس بچے کو یوں جواب دیکر تشفی دی کہ بچہ! ایوں کے گلے میں ایسے ہی تھما کتے ہیں۔ تو آپ تعجب مت کریں۔ کہ ناظم نے یہ کیا کیا؟ کیونکہ اس کا کوئی کلام بھی احتلاقی۔ تمدنی۔ یا فغلی اور معنوی کمزوری سے خالی نہیں ہوتا۔ اَلْعَقْلُ الْعَسَلُ وَلَا تَسْكُ - اَلْهُدَى عَلَى كَسْبِهِ اِذَا يَقُولُ اَتْبَاعُهُ مِنْ اَلْجَهْلِ اَعْرِضْ عَنْهُمْ بزرگانِ عرفان خطا است۔ خصوصاً سلطان العلم اور علمبر

کے شیکسپیر پرکتہ جینی کرنا مکمل گستاخی ہوگی۔

(۱۰۶) اَمْكِرْ مَحَلًّا كَمَا كُنْتَ تَذَكَّرُ هَامِلٌ مَكْلِي ثُمَّ اَنْتَ مُظَفَّرٌ

اے یہ کافر کہنے والے گذشتہ باب میں چور

(۱۰۷) وَانْ تَخْذَرُ فِي التَّقِيَّةِ فَفَقَرٌ وَانْ تَأْتِ عَلَى اَمْلٍ يَنْهَمُ لَا لَعْنَةً

تو میں بھی قہر میں کیا کر تو مقابلہ میں تو توایہ

(۱۰۸) فَاَلَا الْخَوْفُ فِي هَذَا الْوَعْدِ يَا اَبَا الْوَفَا بَلْ لَيْسَ خَيْبًا اَوْ ظَفَرًا اَوْ اَضْعَفَ

پس ہاں اللہ تجھے اس لرزائی میں کیا خوف

(۱۰۹) وَابْنِ اَدَا عَنِي سَأَلَهُمْ دُودًا مَخْوَرَةً فَاِنْ شَاءَ رَبِّي يَخْجُرُ حَتَّى وَكَيْحَذُ

اور میں نے کہا میں نے تمہارے کیرٹے کیسٹھا ہوا

(تشفیق) ان چار شعروں میں ناظم نے اپنی جہالت شعری کا پورا

نقشہ دکھا دیا ہے۔ ناظرین صرف اردو ترجمہ ہی پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں

کہ کیسا بے ربط کلام ہے۔ اور کس قدر غزوت بیان فصاحت

بلاغت اور مذاق شاعری سے گرا ہوا ہے۔ اور اہل تشوہ سے

گزارش ہے کہ وہ نوٹ کر لیں کہ ناظم نے

(۱) اَمْلٌ مَّا كُنَّا لَكَ مَعَهُ عَرَبِيًّا اِلَّا نَوَيْسِي كَاخْلَافُ كِيَا هِي

(۲) ثُمَّ اَنْتَ مُظَفَّرٌ مَكْمَرٌ مُقْتَضَاةٌ حَالُ كَعَلَا فَبَقِي كَرْدِي

(۳) اِذَا كَرْدِي مُقَابِلُ مِي كَرْدِي يَهْ فَهْ قَرْدِي شَعْرُ كَعَلَا تَرْجَمَ نَهِي هِي

(۴) لَمْ يَلْعَبْ كُو فَوَاهِ نَوَاهِ تَرْجَمَ مِي سَتَقْبَلُ بِنَا لِيَا هِي

دھ! اَلْوَعْيُ مَوْنُثٌ سَمَاعِي هِي اس کے واسطے اسم اشارہ

مَوْنُثٌ لَانَا چاہئے تھا۔ ناظم نے هَذَا لکھ کر اپنی جہالت کا

ثبوت دیا ہے۔ پھر جواری اسمائیل نے اس کی تاثیر میں اور

بھی شکل کھلائے ہیں کہ حَمِي اَلْوَعْيُ اور جَدَّ اَلْوَعْيُ میں فعل

مذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مذکر ہے۔

یہ الٹی کھوپری کا مالک اگر طالع الشمس کی شال کھڑکتے

تو شمس کا لفظ بھی مذکر بن جاتا۔ مگر خدا نے رحم کیا۔ کہ اس کی

دست برو سے یہ مَوْنُثٌ بچ گئی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

مَوْنُثَاتٌ سماعیہ فاعل ظاہر مہمل تو اُن کا فعل تانیث اعتدائی

رکھتا ہے۔ گروہ جب ضمیر کی وسالت سے فاعل ہوں تو

تذکر فعل جائز نہیں ہوتی۔ اور الشمس وطلعت کہنا غلط ہوگا۔

نحویوں کے نزدیک اسم ضمیر اور اسم اشارہ از قبیل کنایات

ہیں۔ اس لئے هَذَا وَاَلْوَعْيُ ہی کہنا صحیح ہوگا۔ هَذَا اَلْوَعْيُ

اس صورت میں صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ناظم کو مرثیوں کی طرح ہم

بھی مجتہد السنہ مشرقیہ تسلیم کر لیں۔

(۱۰) ظَفَرٌ كُو ظَفَرٌ پَرُضَا اور اَصْغَفُ كُو بِلَا نَهْرَ سَتَعْمَالُ

مرنا کمال بے دردی سے اصول کلام کا گلا کاٹنا ہے۔ کیونکہ

اسم علم کا نہرہ قطعی ہوتا ہے۔ اصولی طور پر اسے حذف کرنا

غلط ہوگا۔ اور ظفر کی ف متحرک کرنا چھوڑ کر مَشْدُود کرنا

اور بھی ساختہ کر لیا ہے کم نہیں۔ فرداً فرداً کو ایسی

کمزوریاں قدیم شکاریں دکھائی جاسکتی ہیں مگر ایک عمر میں  
ایسی تین کمزوریوں کا جمع کرنا ایک ایسا لامانی اعجاز ہے  
کہ مکے سے نکتے شاعر کو اس کی جرأت نہیں ہو سکتی۔  
(۶) مَخْرَجٌ بَيْنَ بَيْتَيْنِ تَاكِيهِمَا كَيْفَ كَانَ لَمْ يَخْرُجْ بَيْنَ الْاُخَرِ  
مِنْهَا الْاَوَّلُ کے خلاف ہے۔ اور اگر کسی اور کلام سے  
استشہاد پیش کیا جائے تو اعجاز کا دعویٰ باطل ہو جاتا  
ہے۔ کیونکہ مسلمہ اصول کے خلاف ہوگا۔ اور ناظم کی ہستی نہایت  
مخدوش ثابت ہو رہی ہے معلوم نہیں کہ خاص سرور یا  
وجہ کی حالت میں یہ فروگزاشت کی ہے۔ یا اپنے تقدس اور  
جہالت اصولیہ کی وجہ سے؟ بہر حال یہ بات کمزوریاں ایسی  
ہیں کہ جواری اعمام بھی ان کی تصحیح سے عہدہ برا نہیں ہو  
سکتے۔  
(۸) یہ اعراب کی تبدیلی اگر ناظم سے منقول ہوتی تو ہم کہہ سکتے  
تھے کہ اس نے ان الفاظ کو یوں باندھا تھا۔ مگر واقعات سے  
معلوم ہوتا ہے کہ ناظم جیسے کو تو یہ وجہ تصحیح سمجھے ہی نہ  
تھے۔ جواری خواہ مخواہ اس کے سر تقویٰ رہا ہے۔ اس لئے  
اس کی تاویلات مری مست اور گواہ چست کے تحت میں  
ناقابل توجہ ہیں۔ کیونکہ ہمارا زیر بحث یہ امر نہیں ہے کہ  
اس شری تصحیح کس طرح ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہمارا زیر بحث یہ امر  
ہے کہ ناظم ان کمزوریوں کا باوجود ادعائے اعجاز کے

کیوں ترک ہوئے؟ فَاَوْجِبْكُمْ اَنْ تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاعْلَمْتُمْ  
(۹) نَمَق۔ اور املاً کا لفظ استعمال کرنا ایسا کثرت  
ہو رہا ہے۔ کہ مذاق سلیم کو بقول مدیر الفح مصران کے سننے  
سے بیباختہ تھے آ جاتی ہے۔ کیونکہ املاً بچوں کو یا کسی دوسرے  
کو لکھائی جاتی ہے جو شکر لکھتا ہے اور یہاں تصنیف یا  
نظم اشعار مراد لیئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح نعت کا لفظ صاف  
ستھری تحریر پر اطلاق ہوتا ہے۔ مگر یہاں نہ ناظم اس کا حقدار  
معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیونکہ وہ تو مادر  
غیر شاعر ثابت ہوئے ہیں۔

(۱۰) اغیار کے سر میں غزوہ کا کٹڑا بتاتا ہے۔ حالانکہ اپنے  
سر میں سرک رہا تھا جس کی وجہ سے اپنی لاعلمی کو علم تصور  
کر لیا مٹا اٹھا۔

آنکس کہ نداند و نداند کہ نداند !!

در جہل مرکب ابد الدہر بماند

وَ اِنْ كَانَ شَأْنُ الْاَمْرِ لَدَفْعِ عُنْدِ  
فَاِنْ كَانَ شَأْنُ الْاَمْرِ لَدَفْعِ عُنْدِ  
پس کیا ہم ان لوگوں کے لئے تیرے نزدیک حکم  
پس ایت عشا کہاں جس نے گورہ کو دیکھا  
اَمِيتٌ لَقَبْتُ اَنِي لَا يَنْبِي لَنَا  
وَمَنْ كَانَ كَيْتًا لَا مَحَالَةَ يَزَارُ  
اور شہرہ جو اب باہر نہیں نکلا  
اور شہرہ جو اب باہر نہیں نکلا

تھے۔ جواری خواہ مخواہ اس کے سر تقویٰ رہا ہے۔ اس لئے  
اس کی تاویلات مری مست اور گواہ چست کے تحت میں  
ناقابل توجہ ہیں۔ کیونکہ ہمارا زیر بحث یہ امر نہیں ہے کہ  
اس شری تصحیح کس طرح ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہمارا زیر بحث یہ امر  
ہے کہ ناظم ان کمزوریوں کا باوجود ادعائے اعجاز کے



(۱۱) فَإِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ إِبْطَالُهَا فَقَدْ خُذَ مِنْهَا أَضْلَالَةٌ وَأَذْوَ

اور اگر وہ میرا سن نہ سکا تو اس میں سے کچھ نکال دیا جائے گا کہ جو کلمہ ہو گا

(۱۲) تَلْقَيْدٌ، پہلے شعریں ناظم نے و کا ترجمہ پس سے

کیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ دو زبان سنی اس نے یہ

سمجھا ہوگا۔ کہ میں فارسی کا لکھا ہوا ہوں جو مقتضائے حال

کے مناسب تھا۔ مگر غلبہ غواہیت سے اہتداء کا دامن ہاتھ

سے چھوٹ گیا تھا۔

(۱۳) شَانَ الْأَمْرِ كَا تَرْجُمَةٍ كَامٍ كَمَا هِيَ۔ اور اسے ہذا الامر

خیال کر لیا ہے جو صحیح تھا۔ مگر اسے ہدایت نصیب نہ ہوئی۔

اور شان الامر لکھ دیا۔ جو بالکل فضول اور حشو زائد ہے

(۱۴) أَرْفَحَ بِمَا قَاعِدَهُ اسْتِحْمالُ ثَوَابِهِ۔ اُن تقدس کے زور پر

اللہ اکبر پیش کیا جائے تو وہ اور بات ہوگی۔ کیونکہ ٹیپتے

کو تنکے کا سہارا ضرور لینا پڑتا ہے۔

(۱۵) عِنْدَ كَسْرِ كَا تَرْجُمَةٍ تَرِيَسٍ نَزْدِيكَ كَمَا هِيَ۔ اس شعر

میں غالباً مخاطب مولوی شاعر اللہ صاحب ہیں۔ جو ناظم

کے پرلے شفیق مہربان ہیں۔ اور جن کو پہلے نوسو تہتر

گالیاں سننا چکے ہیں۔ اب اُن کے واسطے تعظیمی لفظ

کہہ لایا جا رہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم کے

دل میں ان کی وقعت ضرور مرکوز تھی۔ بظاہر ہرگز

نہ کر کی چھپر رکھا تھا۔ اور غلبہ محبت سے چھپر چھڑا کر شروع

رہتی ہوئی کہ وَقَدْ يُوَدَّى مِنَ الْمُقْتَرِ الْحَبِيبُ

یا وجہ خاص میں یہ تیز نہیں رہی۔

(۱۶) شَانَ جَوْلَا كَا بَجَائِے جَوْلَا كَمَا هِيَ اور جو

نے اس مقام پر تصحیح شرعیئے خوب تلازیاں کھائی

ہیں جن میں جَوْلَا تو فرم قرار دیا ہے اور تبدیل حرکت

کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ناظم میں یہ پیدائشی عیب ہے

اس لئے قابلِ معافی ہے۔ اَلْعَادَةُ إِلَّا بِمَوْتِ

(۱۷) دوسرے شعریں بقول الغنی کا ترجمہ ہضم کر لیا ہے

اور بیدار کا ترجمہ نحو سے کیا ہے اور یہ قادیانی

اردو ہے۔ ورنہ داڑنے سے کیا ہو سکتا تھا۔

(۱۸) إِبْطَالُ آتِي كَا بَجَائِے تَلْكَزِيْبِ آتِي مراد لیا

ہے۔ جو سراسر کمزوری ظاہر کر رہا ہے۔ اور خد کا

ترجمہ چھپر کر تہجہ علم سے کیا کام کا فقرہ اشتغال

دلانے کے لئے بڑھا دیا ہے۔

(۱۹) ان اشعار میں جناب شیخ الوقت حضرت پیر مہر علی

شاہ صاحب مدظلہ العالی پر گندہ دہنی کا مینہ برسایا ہو

مگر خدا کا فضل ہے کہ ناظم کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ

پیر صاحب نے محقول و منقول میں اپنی تہذیب کے

ذریعہ ناظم اور اُس کے تمام حواریوں کا ناظمہ بند کر دیا تھا۔ اب اس کے نزدیک سوائے اشعار سچائی کے کوئی بھاری نہ رہا۔ اور مکن تھا کہ پیر صاحب بھی اسی میں اُترتے لیکن آپ اُس سے زبانی مناظرہ میں شہنا چاہتے تھے۔ اور وہ بھاگتا تھا۔ تو اُس کو موقع مل گیا کہ اپنی نئی ترانیاں دکھا کر جناب پرچا سوز حملے کرے اور پھر ان کی ہی شرافت تھی کہ ذاتی حملوں پر استغاثہ نہ کیا۔ ورنہ ساری شاعری یہیں رہ جاتی۔ ان شعروں میں آپ کو میت لکھا ہے۔ اگر خدا نخواستہ آپ اُس کی زندگی میں اس لفظ کا مصداق بن جاتے تو معلوم نہیں۔ ان اشعار کو آیات صداقت میں کیا مرتبہ دیا جاتا۔ لیکن خدائے جاہل کہ پیر صاحب کی حین حیات میں وہ کہتے کہتے مر جائے۔ اور اُس کی ہوس پوری نہ ہو۔ اس تفسیر سے ایک اصول کا پتہ چلتا ہے۔ کہ ناظم کی عداوت تھی کہ تمام مخالفین کو بددعاؤں اور کالیوں سے توافع کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ سبکدلوں کا دتیرہ ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی واقعہ مناسب پیدا ہو جاتا تو وہی بددعائیں اور گالیاں الہام یا وحی الہی کے رنگ میں پیش کی جاتی تھیں۔

وَأَنَّ كَانَ فِي ثَنِي بَلَدِهِ حُسَيْنًا فَلَاكَ لَا تَدْعُو وَالْحَصْمُ يَحْصِرُ  
اگر تمہارا حرمین کچھ چیز ہے۔ پس تو کو کیوں نہیں ملتا؟ دشمن کی گنت کر رہا ہے  
وَحُسَيْنٌ كَالْحَوْتِ فَأَتَتْ بَنَاتُهُ مَتَى حَلَّ حَجْرًا لَقِيتَهُنَّ دَنَائِسًا  
اور تم تو اُس ایک کھجور کی طرح تھے جس میں پلنگ کی طرح شہر ہو جس کا پیر میں گاتو  
وَأَنَّ يَأْتِي أَصْبَحَهُ كَأَسَا مِ الْهَلَّةِ فَاحْضِرُوا الْأَمْلَاءَ إِنْ كَانَ يَقْدِرُ  
اگر وہ میرے پاس آئے تو میں اس کا پیر لیاؤں گا۔ پیر کو لکھنے کی ضرورت ہے اور وہ کھجور کی طرح  
أَوَا أَمَا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِالْأَمْسِ مِنْ مَخْطِئَةِ بِلَالٍ قَالُوا مَكْرَمٌ وَدُخْتِهِ  
خدا نے اس کے آزمائش کی ہے۔ تو مخالفوں نے کہا کہ اکی بڑی عزت ہے  
(تفصیل) ۱۷، ۱۸ اشعار اس عبارت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اَنَّ كَانَ حُسَيْنًا فِي شَيْئٍ مِنْ  
الْعِلْمِ۔ مگر مصرعہ اس عبارت کو سنبھال نہیں سکا۔  
اور اسی شعر میں پھر کہہ اور لے کا مخالف نظر آ رہا ہے  
کوئی حواری صحیح بن کر آیات قرآنیہ پیش کر نہ کی جرأت  
کے تو ہم یہ پڑھ دیجئے کہ اِذَا كَلَّمْتَهُ تَسْتَحْيِ فَأَصْنَعْ مَا  
شِئْتَ۔

(۲) وَالْحَصْمُ پیر پھر واؤ حالیہ کا ترجمہ اور سے کیلے۔  
اور تحت اللفظی ترجمہ کا پرور پیدا کر دیا ہے۔ ملاں  
اُن است کہ بند نہ شود۔ مگر کب تک ان کمزوریوں کا  
جواب تراش جائیگا۔ ایک کمزوری ہو یا دو تہوں تو

ہم بھی جواب سننے کی تکلیف گوارا کریں مگر یہ  
ہر بن موئے زخم شد پنبہ کجا کجا نہم۔

(۳) دوسرے شعر میں قات بنفطہ کا ترجمہ اس  
کی نظم سن کر کیا ہے۔ اور حواری تصحیح کرتا ہے۔ کہ  
کاتب کا منہ کالا اُس نے یوں کیوں نہیں لکھ دیا کہ  
اس کی نظم پیش کر۔ مگر جس کے مُردِ نو دیہ دامت  
دلنا چاہیں ہم اُس کے واسطے کیا کر سکتے ہیں۔

۱۵ مولوی محمد حنین کو مچھلی بنانا ہے۔ جو ابھی تک پانی  
میں نہیں گھسی جب گھسے گی تو وہ نسا کر لیں گے۔ پھر اُسے  
قید بھی کر لیں گے۔ شاید قادیان میں ایسی مچھلیاں  
ہوتی ہوں گی۔ جو غفلتی چرچین سے زندگی بسر کرتی ہوں گی۔  
اگر یوں خیال کیا جائے کہ وہ چھوٹے پانی میں رہتی ہوں

تو جب سمندر میں آئیں گی۔ تو ہم نسا کر لیں گے۔ تو یہ سوال  
پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ہم سے چھوٹے پانی میں نسا کر  
نہیں ہو سکتی تو سمندر میں کب امید ہو سکتی ہے۔ کہ  
تم اسے پکڑ سکو گے۔ کیونکہ تم تو نوذبحِ طولیل میں دو ب  
ہے ہو اور بیت بیت میں کھڑک رہی کھا رہے ہو۔

حواری اسماعیل بتہرے ہاتھ پاؤں مار رہے۔ مگر  
وہ کس بات کا جواب دے۔ آخر کھینا ہوا کر

کہنے لگتا ہے۔ کہ ہمارے حضرت اقدس کی بھینٹ کتنے ہوئم  
کب تک بکتے جاؤ گے۔ بیجا باش ہر چہ خواہی کن۔

۱۶ لالچ ہے۔ دل آزرہ راحت باشد سخن۔  
(۵) قاسم میں بتایا ہے کہ ہم اسے اسیر کر لیں گے اور  
اس کے اشعار کی غلطیاں اخذ کریں گے۔ خوب۔  
یہ سنہ اور سور کی دال۔ اپنے اشعار کا توبہ حال ہے۔  
کہ بھینس پانی میں کبھی چوڑے ننگے کبھی سر۔ دوسروں کی  
تصحیح کیا کریں گے؟ خاک۔

خفتہ رافت کے کند بیدار

مگر ناظم کی خوش قسمتی سے مقابلہ پر وہ شخص بلائے گئے تھے  
جو فنِ شاعری میں صفر تھے۔ ناظم عنفوانِ شباب میں  
اردو شاعری سیکھا کرتا تھا۔ اور فرخ تخلص کر کے

مشق کیا کرتا تھا۔ مگر عربی میں اُس نے نہ کسی سے اصلاح  
لی تھی۔ اور نہ مشق کی تھی۔ اور نہ ہی کسی شاعرہ میں عربی اشعار  
پڑھنے کا موقع ہی ملا تھا۔ اس لئے روزِ گلی طبع سے عربی  
کا ارتقاء تک بند ہی تک ہی رہا اور چونکہ مولوی محمد حنین

مولوی شاعرِ اللہ اور سیرِ صاحبِ عزانہ مذاق ہی نہ رکھتے  
تھے۔ اس لئے وہ شاعر بن گیا۔ باقی ہے قاضی ظفر الدین  
صاحبِ حرم اور مولانا روحی صاحبِ مظلہ تو انہوں نے

جوابی قصائد لکھ کر ناظم کی پوری تردید کر دی تھی۔ اس وقت کے پیشہ اور امجدیث کے پرچے شہادت سے ملے ہیں کہ اس کا جواب بری طرح دیا گیا تھا۔ مگر مرزا نے اپنی ہی گائے جاتے ہیں۔ کوئی سنا تو کیسے سنا۔ وَلَهُمْ عَيْنٌ لَا يُبْصِرُونَ بَھَا۔ وَلَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بَھَا۔

(۶) تیسرے شعر میں ناظم نے جس مقام سے مصرعہ اڑا لیا ہے وہ کاسا من الرِّو سے لکھا ہے۔ مگر ترجمہ پوشی کے کمال نے اسے مجبور کیا کہ اگرچہ ہائیت کا پالہ پلانا کوئی تھا اور وہ نہیں ہے۔ مگر من اللہ کہہ کر کام نکالنا ضروری ہے۔ تاکہ کوئی سر نہ ہو جائے۔ املاء پھر وہی اٹلا۔ ابھی غلطی کرتے کرتے ہوش نہ آیا۔ کیا ناظم اپنا مضہون خود لکھنے سے آگاہ کیا تھا کہ دوسروں کو اٹلا کیلئے دعوت دیتا ہے اور پھر شک کرتا ہے کہ مولوی محمد عین املاء بھی نہیں لکھ سکتا تھا۔

۵۔ وزیرے چنبیسی شہر بابائے چنیاں

(۷) چوتھے شعر میں خارج از بحث بات چھیڑ دی ہے۔ جو راسخ فن شاعری کے خلاف ہے۔ لکھا ہے کہ لائل پور میں مولوی محمد عین بٹاوی کو حکومت ہند نے جن کارکردگی کے عوض چند مرے انعام دیے تھے۔ مگر وہ حقیقت وہ اس کے واسطے مال کی لذت نہ تھی۔ بلکہ ذلت تھی۔ کیونکہ احادیث کی رو سے کاشتکاری ذلیل پیشہ ہے مگر کاشتکاری اور چنبیہ اور ملکیت اراضی اور چنبیہ ہے

یہ بھی اگر ذلت ہے تو ناظم کی طرف سے اس ذلت کو دوبارہ واپس لینے کی خاطر حکومت ہند سے کیوں خوشامدیں کی جاتی ہیں۔ اور کیوں فخریہ لکھا جاتا ہے۔ کہ ہمارے ابا و اجداد اسی گاؤں کے مالک تھے۔ اور ہشتی مقبرہ کے عوض میں زمین کی وصیتیں کیوں قبول کر لی جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

مولوی محمد عین صاحب بٹاوی ناظم کے ہم عصر اور ہم سبق تھے شروع میں دونوں ملکر کام کرتے تھے۔ بعد میں الگ الگ ہو گئے اور جانہن میں مولوی ہونکی وجہ سے اپنی اپنی جگہ جسد پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ ناظم تو ساٹھ کتا میں خوشامدیں لکھ کر خالی ہاتھ دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اُس کا حریف کامیاب ہو گیا۔ مگر یہ جسد کی وجہ سے لکھا ہے کہ اسے ذلت ہوتی ہے سچ ہے ۵۔ ہر ناخامج باشند قوم علماء

حد خیر و حد خیر و دانا

۸۔ بلائیل خور کی جگہ صرف بلائیل لکھا ہے۔ اور اپنی کمزوری پر ہر نگاہی ہے۔ پھر موقت کی جگہ معتمد بھرتی کیا ہے۔ جو اپنے محض پر اس جگہ غیر موزوں تھا۔ (۹) ان تنقیدی بیانات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا کا ہر ایک شعر گندہ و ذی شکستہ طبع۔ ہر کوئی خشک مضنون۔ روکھے الفاظ اور بے تناسب فقرات پر مشتمل

تو پھر اس پر یہ ناز کرنا کہ یہ قصیدہ لا جواب ہے کتنا بڑا جرم ہوگا۔

## اشعار جوابیہ و مرثیہ حیات موسوی

أَلَا بَلَاغُ الْمَرَامِ الْمُبِيمِ رِسَالَةً  
بِأَنَّكَ فِي الْإِسْلَامِ شَيْءٌ مُحَقَّقٌ  
اے مرزا یحییٰ قادیانی کو یہ پیام بخا دو  
کہ تم اسلام میں ایک حقیر چیز سمجھ کر ہو  
تَحَادُّعٌ فِي الْأَقْوَالِ نَالِهَا كَثِيرٌ  
لَمَّا جَهِلُوا الْإِسْلَامَ كَيْلُوا وَفُطِرُوا  
تم اپنے اقوال میں بہت کر دیتے ہو  
کہ چونکہ اسلام ناواقف ہی کو تو ہی پہنچا  
فَلَوْلَاكَ وَالْهَيْمَانُ تَخْبِطُ عَاشِيَا  
لَمَّا قُلْتَ ذُرِّيَّتِي وَحْيٌ مُنَوَّرٌ  
تو تم اپنی کتاب پر اتنی کو دھی نور کہتے  
کہ تم اسلام کو تو ہی پہنچا

وَمَا مَلَتْ مُوسَى فِي السَّاءِ حَيَاتُهُ  
أَوْتَمَّ وَبِهِ نَبِيٌّ كَبِيرٌ  
وَمَا مَلَتْ مُوسَى فِي السَّاءِ حَيَاتُهُ  
اے موسیٰ علیہ السلام  
وَلَا صَدْرَتْ مِلْكُ الْمَالِكِ أَنَّهُ  
مِنْ الْأَزَلِ حَيٌّ دَائِمًا لَيْسَ يُفْنَى  
اور تم ویسے ہی نہ کہتے کہ موسیٰ علیہ السلام  
زندگی قرآن کے آسمان پر چرچا شدہ اور

وَمِنْ شَكٍّ فِيهِ فَهَوَلَةُ شَكٍّ كَثِيرٌ  
أَوْ جِاسٍ فِي شَكٍّ تَابَعٌ فَهَوَلَةُ شَكٍّ كَثِيرٌ  
اور تم سے یہ فطصا دہن ہوتے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہا اور دفن نہیں کیا جائیگا  
اور اس میں شک تابیہ کا تصور ہوگا

فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
أَكْرَمَ تَوَكُّبٍ هُوَ  
فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
اگر تم تو تک ہو۔ تو صفحہ پچیس

فَجَدَّ لَوْلَا الْجَنَّةِ مِمَّنْ كَمَا تَرَى  
إِنَّمَا مَاتَ قَرْنٌ يَحْيَى وَيَكْبَرُ  
فَجَدَّ لَوْلَا الْجَنَّةِ مِمَّنْ كَمَا تَرَى  
اس کی پہلی جلد میں تم پاؤ گے کہ

فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
أَكْرَمَ تَوَكُّبٍ هُوَ  
فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
اگر تم تو تک ہو۔ تو صفحہ پچیس

فَجَدَّ لَوْلَا الْجَنَّةِ مِمَّنْ كَمَا تَرَى  
إِنَّمَا مَاتَ قَرْنٌ يَحْيَى وَيَكْبَرُ  
فَجَدَّ لَوْلَا الْجَنَّةِ مِمَّنْ كَمَا تَرَى  
اس کی پہلی جلد میں تم پاؤ گے کہ

فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
أَكْرَمَ تَوَكُّبٍ هُوَ  
فَأَنَّكَ أَنْ تَرْتَبَ فِي خَمْسِينَ صَفْحَةً  
اگر تم تو تک ہو۔ تو صفحہ پچیس

بِأَنَّ ذَمًّا لِمَا فِي مَصْرَحٍ  
كَوْنًا سَيِّئًا نَامِي بِالْكَفَّارِ  
بِأَنَّ ذَمًّا لِمَا فِي مَصْرَحٍ  
کہ وہ فاسق نامی بالکفار ہے

فَسَلَّمَ عَلَى الْقُرْآنِ أَيْنَ يَسُومُنَا  
بِهَاتِي مَبْرَأَتِي يَوْجُو قُرْآنَ  
فَسَلَّمَ عَلَى الْقُرْآنِ أَيْنَ يَسُومُنَا  
کہ میں نے قرآن کو سلام کیا ہے

وَلَعَلَّ لَعْنَهُمْ قَدْ أَهْمَ غَيْرُ وَجْهًا  
مَنْ كَرَّكَ قَرْنَ قُرْآنٍ كَوْنًا  
وَلَعَلَّ لَعْنَهُمْ قَدْ أَهْمَ غَيْرُ وَجْهًا  
کہ ان کے لعنہ کی وجہ سے دوسرے کی طرف سے

وَالْإِحْفَافُ قَرْنَ أَيْسَالِيسَ دَاكُو  
وَسَيِّحُ وَجْهًا تَوْبًا كَسَلَهُ قُرْآنُ  
وَالْإِحْفَافُ قَرْنَ أَيْسَالِيسَ دَاكُو  
کہ ان کے چہرے پر توبہ کی طرف سے

وَفِي مَوْضِعٍ مِنْهُ مَكْنَى مَنْ نَوَيْلِ  
أَسَى كَيْ دَوْرٍ قَامَ بِرَأْسِهِ  
وَفِي مَوْضِعٍ مِنْهُ مَكْنَى مَنْ نَوَيْلِ  
کہ اس کی دوسری مقام پر اپنے بیان

بَعِيدٌ مِنَ الْجَمْرِ الْحَيِّطِ مَكَانَهُ  
ثَلَاثُونَ مِيلًا عِنْدَ فَاحِشِ  
بَعِيدٌ مِنَ الْجَمْرِ الْحَيِّطِ مَكَانَهُ  
کہ اس کا مکان مسند سے

ثَلَاثُونَ مِيلًا عِنْدَ فَاحِشِ  
ثَلَاثُونَ مِيلًا عِنْدَ فَاحِشِ  
ثَلَاثُونَ مِيلًا عِنْدَ فَاحِشِ  
کہ اس کا مکان مسند سے

فَقَدْ نَزَعْنَا الْأَوَّلَ لَوْ لَفَعْنَا  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
فَقَدْ نَزَعْنَا الْأَوَّلَ لَوْ لَفَعْنَا  
کہ اس کو جمع ذکر کیا۔ اور یہ

تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
کہ اس کو جمع ذکر کیا۔ اور یہ

تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
کہ اس کو جمع ذکر کیا۔ اور یہ

تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
کہ اس کو جمع ذکر کیا۔ اور یہ

كَمَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي الْحَامَةِ بَشِيرٍ  
جِيسَا كَيْ مَنَ عَمَاتِ بَشِيرٍ  
كَمَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي الْحَامَةِ بَشِيرٍ  
کہ جس کا کہ ہم نے عمامہ بشارت میں ذکر کیا

حَيَاتُهُ ابْنِ غُرَابٍ وَكَيْفَ يَسِيرُ  
بِهَاتِي مَبْرَأَتِي يَوْجُو قُرْآنَ  
حَيَاتُهُ ابْنِ غُرَابٍ وَكَيْفَ يَسِيرُ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

وَأَنزَلَهُ فِي الْقَادِيَانِ مَقْدَرُ  
أَوَّلُ كَرْنَ ذَوَلِ قَادِيَانِ مَسْأَلِ  
وَأَنزَلَهُ فِي الْقَادِيَانِ مَقْدَرُ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

لَمَّا ذَا أَنْتَرِيَتَهُ بِأَبْلَا قَعْقَعَا  
بِهِ تَوَسَّيْتُ سَجَا كَرَامِ اس كَيْ  
لَمَّا ذَا أَنْتَرِيَتَهُ بِأَبْلَا قَعْقَعَا  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

السَّعِيدِينَ الْأَعْلَى ذَكَرْنَا كَيْفَ  
نَامِي مَجْرِيَّتِي تَحْتَ مَيَانِ حَكِيمِ  
السَّعِيدِينَ الْأَعْلَى ذَكَرْنَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
ثَلَاثُونَ كَوْنًا سَعَالِي ذَا كَيْفَ  
کہ اس کی حیات موسیٰ بن غراب کی زندگی

# نظم

(مولوی عبد المجید صاحب بھیری)

مری جاں سخی کر ہو جائے اچھی آحسرت تیری  
تری خواہش ہو دنیا میں ہو قدر و منزلت تیری  
عجب انصاف ہے تیرا عجب ہے محبت تیری  
کلام حق میں ہے مذکور مدح و منقبت تیری  
ہے جن کے ساتھ صحبت اور صلاح و شورت تیری  
اسی میں ہے بھلائی بہتری اور مصلحت تیری  
تجھے ہے اجنبیت اُس کو حاصل موفت تیری  
جدائی اور دوری کا سبب موصیت تیری  
نہ بعد از وقت کام آئیگی کچھ بھی معدت تیری  
سنور جائے خدا کے فضل سے گر عاقبت تیری

حیاتِ چند روزہ ہے بطور غایت تیری  
قیامت کی خوارى اور عزت کی نہیں پروا  
خدا کی نعمتیں کھا کر کرے تو غیر کی پوجا  
تو بن تعریف کے قابل نہ گر اپنی شرافت سے  
تجھے گمراہ کر دیں یہ بیدیں ہنشیں اک من  
نورِ راست پر چل کجروی کو چھوڑے پیارے  
ہے ثابت رکھ کرے وہ یہ طاب تیری الفت  
کہے وہ سخن و اقرب اس ملنا کچھ نہیں مشکل  
ابھی ہے موقعِ توبہ کا باز آ جا گناہوں سے  
مجید اقبال مندی خوش نصیبی اور سعادت سے

مجید نا تو اں کو کر مشرف اپنی قربت سے  
ہے بے پایاں الہی اور بے حد محنت تیری

# تجزیہ ری پینہ کو بی نوکر بدعات محرم ہوں !

ایمہ سادات و رفیقین کے پیشواؤں کے افتادہ

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کی تمدنی و اخلاقی حالت جس قدر ناگفتہ بہ تھی اس کا نقشہ صفحہ قرطاس پر کھینچنا ناممکن ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور اسلام کے طلوع سے جہالت اور کفر کی رسوم و رنجیں اور ظلمت کی گھٹائیں جو فضائے عالم پر مسلط تھیں کا فور ہو گئیں۔

گرسلمانی ہمیں است کہ شیعہ داندو

وائے گرد رہیں امروز بود فردائے

پیکر صبر استقامت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے میلان کے بلاد

میں جس جرأت اور دلیری کے ساتھ اپنی جان شیریں کو خدا کی

رضا کے حوالے کیا اس کا صحیح نمونہ اگر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے

تو مسلمانوں کے تمام موجودہ مصائب کلام دور ہو سکتے ہیں۔ مگر

انہوں کو محرم کے وزن میں بے صبری - جبر و ذریعہ پیماری وغیرہ

کے جوئے لہو اور خلاف عقل قہقہے امام عالی مقام اور آپ کی اہلبیت

کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ذاکرون کا طائفہ صرف رونے اور

رولانے کے لئے ہی اپنی تمام قوت کو خرچ کر دیتا ہے۔ کاش ایہ

لوگ قوم کے اندر جرأت - سرفروشی و مردانگی کے جذبات پیدا

کرتے۔ دنیا میں رونے والی قوم کبھی فاتح نہیں بن سکتی۔

ہو ہر طرف غل یہ معینم حق سے

کہ کو گنج اٹھے دشت جبل نام حق سے

اونٹوں اور گریلوں کے چوہے عالم کے نگہبان بن گئے۔ عرب کے

قائد بدوش دنیا کے معلم وادی بنے اور آفتاب رسالت کی کرنوں

صدیق و فاروق عثمان دلی شجیے چاند تیار ہوئے جن کی روشنی کو

تمام عالم منور رہا۔ بت پرستی - شرک و جہالت کی رسوم یک دم

ناہو ہو گئیں۔ بت پرستی اور شرک سے اجتناب کیلئے اس سختی

کے ساتھ عمل ہوا کہ اسلام نے تصویر کشی کو مطلقاً ناجائز و حرام قرار

دیا۔ کفار کی مشابہت سے منع کے بارے میں من تشبہ بقومیہ

فہو مہکم کا فرمان عالی شان نافذ ہوا۔ مگر آہ! آج ہی

امت مسلمہ کے بعض افراد اپنی تنگ و اسلام حرکات سے

اور اسلام کے مدعی ایسے ناجائز افعال کو کارِ ثواب سمجھ کر ہر سال کرتے ہیں۔ اور شیعوں کے مولوی بھی مہرِ سکوت لگا کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس جگہ مختصر محض فیضِ احقاقِ حقِ حق و غرض مذاہب کی کتب سے حوالہ نقل کے جاتے ہیں۔ ادبِ بصیرت کا فرض ہے۔ کہ نادانِ واقف اشخاص کو اصل حقیقت و حکام اسلام سے آگاہ کریں۔ مثلاً شیخ عظام درہما میں قومِ اسلامی مجلس کے دیر اور مساجد کے ائمہ ہر جگہ نہایت مستحدی و دلیر کامی ان بدعات کے انہاد کیلئے مصروفِ عمل ہو جائیں۔

**یوم عاشورہ:** عاشورہ بابِ محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ یہ وہ متبرک دن ہے جس کو قومِ علیہ السلام و دیگر کئی حبیب القدا نبیاء علیہم السلام کے یومِ ولادت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام و قومِ لیلٰی کی توبہ قبول ہوئی۔ نوح علیہ السلام کا سفینہ کوہِ جودی پر لگا۔ ابراہیم علیہ السلام پر ناز گزار ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر بھیجی گئی۔ لشکرِ فرعون اسی روزِ نیل میں غرق ہوا۔ یہی مقدس روز تھا جب کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے امام حسین علیہ السلام نے اپنے رفقائے شہادت عزت و کرامت کا تاج پہن کر کشتِ میں داخل ہوئے۔ اور سکاہی علم سے خراجِ تحسین و آفرین حاصل کیا۔ اور یزید مع اپنے قبیحین کے غضبِ الہی کا ملود

زندہ و بہادار قوم اپنے شہداء کے کارناموں پر انوسہانے کی بجائے غرضیات کا اظہار کیا کرتی ہیں۔ اپنے اسلاف کے کارنامے سن کر ان کا رگوں میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ جو شعلِ بڑھتا ہے اور ماتم کر نیکی بجائے ان کے دلوں میں ولولہٴ غل پیدا ہوتا ہے۔ عقلِ سلیم کسی بیہوش کو بی و تعویہ داری کا جواز قبول نہیں کر سکتی۔ تعویہ ریتوں نے دھڑ کے شہوتیوار کی تعالیٰ کی۔ مگر دوسرے کے دلوں میں رام چند کی فتح اور راون کی شکست کا جشن منایا جاتا ہے۔ مگر عیانِ اسلام محرم کے دلوں میں امام حسین علیہ السلام کی شکست اور یزید کی فتح کا نقارہ پڑتیے اور دنیا کو اپنی بیہودگی کا یقین دلایا کرتے ہیں۔ ایک امرکین سیاح نے سیاحتِ سند کے بعد ایک جریہ میں اپنا بیان دیا تھا۔ سیاح موصوف نے کہا۔ کہ سال بھر میں ایک دن ایسا ہوتا ہے جس دن تمام مسلمان پاگل ہو جاتے ہیں۔ اور روتے پڑھتے بازاروں میں خاک اچھالتے رہتے ہیں۔ سیاح موصوف کے یہ الفاظ اپنے اندر عبرت کا سامان رکھتے ہیں۔ کتب و یقین (اہل سنت و اہل تشیع) سے کسی طرح ان بدعات کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ شیعوں کے صددا لافاضلوں اور مجتہدوں کو چاہیے کہ کم از کم اپنی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی قوم کو احیاط اور گمراہی سے بچائیں۔ سادات کے ائمہ نے سختی کے ساتھ جنتِ فرع و ماتم سے منع فرمایا ہے۔ افسوس ہے کہ انہیں ائمہ کے نام لیوا



بنا پس سچے مجاہدِ امام کے لئے یہ روزہ روزِ عید سے کم نہیں مآورد  
 یزیدیوں کے لئے اس دن سے زیادہ سچ و مصیبت سورگوار  
 آہ و نزاریِ سینہ کوئی اور اپنی ناکامیِ فامرادِ حق کی لڑہ خوانی کا  
 موقع نہیں ہو سکتا ہے

اں کر بے بلا چو با صحر ا بگذشت !  
 تھی و خوشی و زشت زیا بگذشت  
 پنداشت یزیدی کہ بشد کشتہ حسینؑ  
 او زندہ پماند و فوج اعدا بگذشت

سلف صالحین ان ایام کو صدقہ خیرات نوافل وغیرہ میں  
 گزارا کرتے تھے جملہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ عاشورہ کے  
 دن روزہ رکھیں عبادت کریں بخل پڑھیں خیرات و صدقات  
 کا ثواب شہداء کو بلا کی روح کو پہنچائیں۔ بدعات مثلاً مرثیہ  
 خوانی۔ سینہ کوئی و کتیرہ داری سے اجتناب کریں۔ اور ایسی

محاسن میں شریک نہ ہوں  
 نور لائقیت برباک شہیدانِ نامکہ ہست  
 کتریں دولتِ ایشان بہشت برتریں

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق شہداء زندہ ہیں۔ زندہ  
 کا تم کو راضی کے خلاف ہے  
 حسین زندہ ہیں جنت میں چین کرتے ہیں

حد ہے ان عینیں شور و شین کرتے ہیں !  
 خوشی سے اُن کی جو خوش ہیں وہ غم سے ہیں آزاد  
 بخاس سے جلتے ہیں دن رات ہیں کرتے ہیں

بازاروں میں خاندانِ امامت کی صابر بیبیوں کے نام لے کر  
 ان کی طرف جزع فزع و سقاری کے جھوٹے بے سند قصے سن کر  
 کراہد و رجم و ترشاک ہے۔ اہلبیت کی اس طرح توہین کرنا  
 اپنے ان افعال سے باز آئیں ورنہ قیامت کے دن خدا کے ساتھ  
 جواب دہ ہوئے۔ دنیا میں بھی خاک اُچھال رہے ہیں۔ و

لعذاب الاخرة اکبر لو کالواجبامون :  
 صابروں پر جب کہ ہوتا ہے مصیبت کا نزول  
 واما اللہ کہہ کے کہ لیتے ہیں وہ اس کو قبول  
 ان کے بڑھتے ہیں ماضی جنت الفردوس میں  
 حاسدان کے سب نظر آتے ہیں عین و دلوں

ما و حق میں جان دے کر ہو گئے زندہ حسین !  
 تو انہیں مردہ سمجھ کر بن کر تھے فضول  
**قرآن کا حکم**

قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے صبور و خفا پر کار بند ہونیکا  
 حکم فرمایا۔ شہداء کو مردہ کہنے اور مردہ خیال کرنے سے بھی  
 منع فرمایا۔ تحزیہ داری کی ممانعت اور اس کی تعلیم کا

شکر ہونا اس آیت سے مستنبط ہوتا ہے۔ ان عبدون ما تاختون واللہ خلقکم وما تعملون ۛ

## بارگاہ رسالت کے فرامین

۱۔ بروایت خطیب کتاب السراج میں ہے۔ لغت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص پر جو بغیر مزار کے زیارت کرے۔ (فتاویٰ عمریہ صفحہ ۱۵۵)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ)

۳۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے رخسار کو پیٹے اور گریبان کو کھچاڑے اور زمانہ جاہلیت کے کام کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجيوب و دعی بدعی الجاہلیۃ۔ ۴۔ قال انابری حلق و سلق و بخاری و سلم (بخاری و مسلم)

فرمایا میں نیز اہوں ہر اس شخص سے جو ماتم کے طور پر بال کھائے یا زخم لگائے یا داویلا دلوہ کرے۔

۵۔ لحن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناحۃ المستعمۃ۔ لغت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور مجلس میں جا کر سننے والی پر (ابوداؤد)

امام جعفر صادق و دیگر ائمہ کا فتوے

شیعہ مذہب کی کتب میں جا بجا فرع فرع کی ممانعت احکام

موجود ہیں۔ ائمہ سادات نے اس مسئلہ کی تبلیغ کا حق پوری طرح

ادا کر دیا شیعوں کی مذہبی کتب سے حسب ذیل فتاویٰ نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ امام جعفر صادق نے فرمایا اذا ذهب الصبر ذهب

الایمان۔ صبر چھوڑنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اصول کافی ص ۱۸۱

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فی المسلم ید لا علی الفحشاء

احباط الاثر (مسلمان کا ہاتھ اپنی ران پر راتم میں) مارنا اس کے

عمل ضائع کر دیتا ہے۔ (فروع کافی صفحہ ۱۲۲)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو غسل دیتے وقت

حضرت علی نے فرمایا۔ لولا انک امرت بالصبر و خفیت عن

الجنی لافقدنا علیک ماء الشیون۔ اگر آپ ہمیں صبر

کرنے کا حکم اور فرع فرع سے منع نہ کر دیتا ہوتا۔ تو آج ہم

آپ کی وفات پر اتنا رقتے کہ رطوبت بدن خشک ہو جاتی۔

دنیا بے باغۃ صفحہ ۱۵۳

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آخری

وصیت فرمائی۔ اے فاطمہ دُفع ہو کہ پیغمبر کیلئے گریبان چاک کرنا

چاہیے۔ اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور داویلا نہ کہنا چاہیے۔

(جلاء العیون اردو جلد ۱ ص ۶۶)۔

جس شخص نے نوحہ کیا۔ اُس نے صبر چھوڑ دیا۔ اور غیر شرع کام کیا۔

۷۔ جس نے قبر بنائی اور اُس کی نقل آتا رہی پس وہ اسلام سے نکل گیا۔ (من لا یحضرہ الفقیہ مطبوعہ امیران ص ۳)

### سیاہ لباس و وزخیوں کا ہے

۸۔ فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سیاہ لباس و وزخیوں کا لباس ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ سیاہ لباس نہ پہنؤ۔ کیونکہ یہ لباس فرعون کا ہے (من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۵۵۔ مطبوعہ امیران) اسی طرح فروع کافی جلد دوم صفحہ ۳۴ پر یہی حکم درج ہے۔

### یوم عاشورہ مصیبت کا دن نہیں ہے

۹۔ اصلاح الرسوم و وسائل الشیخہ مذہب شیعہ کی معتبر

کتب میں لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اشارہ نہ کر اس مصیبت کو مصیبت جس پر تجھے صبر عطا کیا۔ اور خدا سے مستحق ثواب ہوا۔ بلکہ مصیبت وہ ہے جس میں صاحب مصیبت اجر و ثواب سے محروم رہے جبکہ صبر نہ کرے وقت نزول مصیبت کے۔ بحبان امام کا

فرض ہے۔ جناب صادق علیہ السلام کو صادق اور امام حسین علیہ السلام کو صاحبِ یوم عاشورہ کو مصیبت کا

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا۔ اے فاطمہ جب میں ہرجاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا۔ اور داویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا (ایضاً ص ۷۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلبیت کو اپنی آخری وصیت میں یہ الفاظ فرمائے تھے کہ ناہ و فریاد و گریہ و زاری سے آنارہ دنیا (ایضاً ص ۷۷) اسی طرح کی حدیث فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ پر بھی موجود ہے جس میں مذکور ہے کہ رسولؐ علیہ السلام نے بوقت وفات سیدہ فاطمہ کو فرمایا میری وفات پر منہ نہ پٹینا۔ بال نہ کھینچنا۔ داویلا نہ کرنا۔ اور نہ نوحہ کرنا۔

### ماتمیوں پر امام صادق کا فتویٰ کفر

۱۰۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ صبر اللہ مصیبت مومن کے پیش آتے ہیں۔ اُسے مصیبت آجاتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے۔ گھبراہٹ اور مصیبت کا فرق یہ پیش آتی ہے اور اسے مصیبت آجاتی ہے۔ اور وہ جبرع فزع کرنے لگتا ہے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱) جبرع فزع کی تشریف بھی اسی

امام نے فرمادی۔ فرمایا۔ انتہائی جبرع دلی و غولی کی پکار کرنا کہ نہ پٹانچے لگانا۔ سینہ زنی کرنا۔ اور بال نوچنا ہے۔ اور

دن خیال نہ کریں۔

۹ - اصلاح الرسوم بکلام المصوم میں ہے :-

تخزین کے سامنے شیرینی رکھنا حرام ہے۔ ص ۲۹۔

طوق و زنجیر پہننا اور غلم نکالنا اور تخزین کی طرف زیارت

پڑھنا حرام ہے۔ صفحہ ۵۲۹۔ تخزیہ کو مشافیر

یا مشاہدہ روضہ اقدس فرض کر لیا گیا ہے۔ قبر بنا نا ہمار

نذہب میں حرام ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی آخری وصیت

۱۰۔ شیعوں کی معتبر کتاب انارۃ البصائر ص ۲۹

میں ہے کہ :- جناب امام حسین علیہ السلام نے کر ملائے

سحلی میں اپنی ہمیشہ سیدہ زینبؓ کو فرمایا کہ میں جو

میرا حق تم پر ہے اُسی کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ میری مصیبت

مفارت پر صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز

منہ نہ پٹینا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ

کھانا اس سے زیادہ واضح ظاہل اس امر کے شہدائے

کر بلا کی مصیبت میں سر یا منہ پٹینا۔ پینہ کو بی کرنا وغیرہ

نا جائز ہے اور کیا ہو سکتے ہیں؟

مخلصانہ اپیل

میں اہلنت بجاٹو دشیم بلور ان دن اعدا ر ان

تصریحات پر انصاف سے غور کرو تمصب و ضد سے

کام نہ لو۔ کیا محرم کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

و شہدائے گربلا کی ارواح کو اذیت نہیں پہنچتی؟ کیا رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا الہیت حسین و جعفر ص

د دیگر ائمہ علیہم السلام اپنی تعلیم و ارشاد کو برباد ہوتے دیکھ کر

غضبناک نہ ہوتے ہوں گے؟ جس شجر کی آبیاری اسلاف

اپنے خون سے کی تھی پھر سچی تعلیمات کی اشاعت کیلئے انہوں نے

اپنی گردنوں پر تلواروں کا چلنا قبول کر لیا تھا۔ آہ ثم آہ آج

تمہارے ہاتھوں وہ لیا میٹ ہو رہی ہیں۔ تم اپنے عمل و فعل کو

ثابت کر رہے ہو۔ کہ تمہارے دل میں قرآن کے ارشادات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پاک کی عزت و حرمت

رائی کے دانہ کے برابر بھی موجود نہیں رہی۔ آؤ بارگاہ

سب الوت میں سب سجدہ ہو کر ندامت کے آنسوؤں سے

اپنے گناہوں کے دفتر کو صاف کر دے

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

گر کافر و گہ بیت پرستی باز آ

ایں درگہ ما نو اُمیدی نیست

صد بار گرتو بہ شکستی باز آ

فیصلہ: سنی و شیعہ ہر دو فرقین کے مذہب میں محرم کے

دنوں میں ماتم کرنا۔ رونا پٹینا۔ تیز بہنا۔ مرتبہ خوانی ولولہ خوانی کرنا رونارلانا اور ایسی مجالس میں شرکت کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے۔ اور ایسے افعال کا ترک موجب فرمان رسول علیہ السلام لعنتی ووجب فرمان جعفر صادق علیہ السلام کافرو خارج عن الاسلام ہے :

صاحب پر زندگی وصال ہونے کا فتویٰ دائر کرتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام کو ہمیشہ عزت و احترام کے جذبات سے یاد کرتے ہیں۔ اس بحث کے جواب میں میرے ایک دوست نے لکھا تھا۔ کہ ان اقوال میں جو صوفیائے کرام کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی یادہ گوئی میں ایک بنیادی فرق یہ ہے۔ کہ مقتدر صوفیائے کی طرف جو باتیں منسوب کی جا رہی ہیں۔ وہ شاذ غیر معتبر اور غیر مصدقہ ہیں۔ نیز ان کے متعلق خود ذی بصیرت و ذی علم صوفیائے کرام کی یہ رائے ہے کہ اگر بغرض محال ان اقوال کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ اقوال ان صوفیائے کی زبانوں سے عرفان الہی کی جستجو کی راہ میں سیر سلوک کی بعض پست منازل پر علیہ جذب و سر کے عالم میں سرزد ہوئے یا شیطان کے تصرف نے عالم بخود میں ان سے وہ الفاظ کہلوائے جن پر سر سے چھو میں آنے کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔ جو صوفیائے اس حال میں گرفت رہے۔ اور کفر طریقت کی حالت میں مر گئے ان کا معاملہ بروز عثر خدائے غرور جل کے ساتھ ہے۔ ان حضرات نے کبھی اس امر پر اصرار نہیں کیا۔ کہ

دنوں میں ماتم کرنا۔ رونا پٹینا۔ تیز بہنا۔ مرتبہ خوانی ولولہ خوانی کرنا رونارلانا اور ایسی مجالس میں شرکت کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے۔ اور ایسے افعال کا ترک موجب فرمان رسول علیہ السلام لعنتی ووجب فرمان جعفر صادق علیہ السلام کافرو خارج عن الاسلام ہے :

**صوفیائے عظام کی شطحیات**  
 اور حضرت مجدد الف ثانی مرزا قادیان کی ہفوات تنقید کی کسوٹی پر  
 (راز جناب مولوی مرتضیٰ احمد خان صاحب لاہور)  
 فرقہ مرزائیہ کی طرف سے عموماً اور اس کی شاخ لائو کا طرف سے خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی ان شطحیات کے متعلق جن میں مرزا صاحب آنجنابی نے اپنے کو اولوا انزم انبیائے علیہم السلام اور صحابہ کرام پر فضیلت دیکر مختلف قسم کی شیخیاں بگھاری ہیں۔ اور جو ان کی منشور و منظوم تصنیفات میں جا بجا پائی جاتی ہیں حجاز کی یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں اکثر ذی مرتبت صوفیائے کرام کے ساتھ بھی منسوب ہیں۔ چھوڑ دیا ورنہ ہے کہ مسلمان ایسے یہود و اقوال سن کر مرزا

- وہ عامۃ المسلمین سے اپنی اُلویت یا ریوایت نبوت یا محمد ویت و مسیحیت تسلیم کرائیں۔ یا اپنے ان اقوال کو مستقل دعاوی کی شکل دے کر لوگوں میں اپنی بڑی اور فضیلت قائم کرنے کے لئے انہیں اپنی زندگی کا مشن قرار دے لیں۔ اس کے برعکس مرزا غلام احمد کے ہاں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس شخص نے قلعائی سوشل و جوش خیمہ ایسے ایسے دعاوی کئے ہیں۔ اور زندگی بھر ان کی صداقت پر اور انہیں دوسروں سے منوانے کیلئے پیہم اصرار کیا ہے جن میں ہر ایک بجائے خود انسان کو ظالم سے بعید اور ایمان سے دُور لے جانے والا ہے۔ ان میں چند ایک جن سے عامۃ المسلمین کا بچہ بچہ ہلکا ہو چکا ہے۔ حسب ذیل ہیں۔
- ۱۷، انت منی وانا منک وانت منی بمنزلۃ اولادی۔ یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے اور تو مجھے میری اولاد کی مانند ہے۔
- ۱۸، انیک منم کہ حسب اشارات آدم عیسیٰ کجاست تا بنہد یا بمنبرم
- ۱۹، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے
- ۲۰، منم مبرج زمان و منم کلیم خدا
- ۲۱، منم محمد و احمد کہ مجتہبے باشد
- ۲۲، جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت وہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوا۔
- ۲۳، آسمان سے کئی تخت اُترے سب سے اُوچا میرا تخت بچھا یا گیا۔
- ۲۴، لولاک لما خلقت الافلاك
- ۲۵، انت اسمی الاعلیٰ
- ۲۶، پس اے ناظرین میں قصر نبوت کی وہی آخری اینٹوں
- ۲۷، ہر نبی میرا الگ الگ کمالات تھے۔ وہ سب مجھ سے مجھ میں ہیں۔
- ۲۸، آجیہ داد است ہر نبی را جام
- ۲۹، داد آں جام را مرا بتمام
- ۳۰، میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہو ہوا اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا۔ کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے ایک آسمان بنایا اور زمین بنائی۔ وغیرہ الخ
- ۳۱، الطغفوات والخرافات والحدیثات مجھ سے مرزا صاحب کی تصانیف بھری پڑی ہیں۔
- ۳۲، مزلے قادیانی کی اس یادہ گوئی کے مقابل میں صوفیا اگر

بھی مواخذہ کرتی ہے۔ اور ایسے مجددوں کی ترقی رکھ جاتی ہے۔ یہ سڑک راہ کے محاط و مسالک سے باخبر بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمدی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا صوفیائے کرام کی شطحیات پر تنصیرے کئے ہیں۔ جن میں چیدہ چیدہ عبارتیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

مکتوب ۳۴ دفتر اول۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تشدد میں شیخ میں سے بعض کی عبارتوں میں بھی ایسے الفاظ واقع ہوئے ہیں جن سے صاف پر توحید و جود کی ثابت ہوئی ہو تو وہ اس بات پر محمول ہیں کہ ابتدا میں علم الیقین کے مقام میں ان سے اسی قسم کے الفاظ سرزد ہوئے ہیں۔ اور آخر کار ان کو اسی مقام سے گزار کر یقین تک لے گئے ہیں۔

مکتوب ۱۰۰ دفتر اول۔ آپ کا گرامی قدر نور شامہ موصول ہوا۔ جو کچھ از روئے کرم آپ نے لکھا ہے واضح ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالکبیر نے کہا کہ کہ حق تعالیٰ عالم الغیب نہیں۔ میرے مخدوم فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی تاب انہیں۔ بے اختیار میری فارسی رگ جوش میں آ جاتی ہے۔ اور اس میں

کے جو اقوال پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو منصور علاج کا نعرہ اٹا لیتی ہے۔ دوسرے حضرت شبلی کا قول لیس فی جنتی سوی اللہ۔ حضرت بایزید کا قول سبحانی ما اعظم شأنی۔ حضرت بایزید بسطامی کی طرف منسوب کیا تھا فقرہ لوائی ارفع من لوائی محمد۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول قد می علی رقبۃ کل دلی اللہ اور اسی قبیل کے دوسرے اقوال ہیں۔ جن کے متعلق آدل تحقیقی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ ان بزرگوں کی زبان سے یہ اقوال سرزد ہوئے۔ اور اگر ان کو بغرض محال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو صوفیائے کبیر و عارفین حقیقت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کے اقوال ان حضرات سے جذب و سکر کے عالم میں سرزد ہوئے۔ جو سیر سلوک کی ایک ابتدائی اور پست منزل ہے۔ مزید ترقی کیلئے ان سے تاب نہ لانا لازمی امر ہے۔ ورنہ سالک کی ترقیات رگ جاتی ہیں۔ وہ کفر طریقت کی حالت میں مر جاتا ہے۔ جو ان لوگوں کے نزدیک کفر شریعت سے کسی طرح کم نہیں۔ علاوہ بریں جذب و سکر کے عالم میں کہے ہوئے کلمات پر شریعت مود خذہ نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ ثابت ہو جائے۔ کہ گوئیہ صاحب عقل و شعور نہیں تھا۔ لیکن طریقت ان پر

توحید و تائیل کی فرصت نہیں ہستی۔ ایسی باتوں کا قائل شیخ کبیر عینی ہو یا شیخ اکبر شامی۔ مگر میں تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے۔ نہ کہ محمد الدین عربی اور صدر الدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی کی گفتگو کو ہم کو نص سے کام ہے نہ نص سے۔ فتوحات مدینہ یعنی احادیث نے ہم کو فتوحات حکیمیہ سے لاپرواہ کر دیا۔

مکتوب ۲۰۲ دفتر اول۔ دوسرے پر کہ وہ شخص جو اپنے آپکو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے اس کا امر و حال سے خالی نہیں۔ یا وہ زندقہ محض ہے۔ یا جاہل۔ مشائخ نے غلبہ سکر میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں۔ چنانچہ شیخ بطام فرماتے ہیں۔ لوائی ارفع من لواء حمید۔ میرا جھنڈا محمد کے جھنڈے سے بلند ہے۔ ایسی باتوں سے افضل ہونے کا گمان نہیں کر سکتے۔ یہ عین زندقہ ہے۔

مکتوب ۲۲۰ دفتر اول۔ بایزید بطامی باوجود اس بگا کے شہود و شاہدے آگے نہیں بڑھے۔ اور سبحانی ما اعظم شانی کے تنگ کوچہ سے باہر قدم نہیں نکالا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر حال میں بایزید رحمۃ اللہ کو اس نقص پر اطلاع بخشی گئی۔ کہ موت کے وقت اس طرح

کہتے تھے۔ ما ذکر تک الاحسن غفلتہ و خلل تک الا من فترتہ یعنی میں نے تجھے یاد نہیں کیا۔ مگر غفلت سے اور میں نے تیری خدمت نہیں کی مگر ہستی سے۔ انہوں نے اپنے حضور کو غفلت جانا۔ کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا ظہور نہ تھا۔ بلکہ ظلال میں سے ایک ظل کا حضور اور اس کے ظہورات میں سے ایک ظہور تھا۔ پس ناچار حق تعالیٰ سے غافل ہے۔

مکتوب ۲۹۳ دفتر اول۔ اور یہ جو حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا ہے۔ قدمی هذا علی رقبۃ کل ولی اللہ او جمیع اولیاء اللہ میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔ عارف المعارف والا بو شیخ ابوالنجیب سہروردی (جو شیخ عبدالقادر جمیلاتی کے محرموں اور مصاحبوں سے ہے) کامیہ اور تربیت یافتہ ہے۔ اس کلمہ کو ان کلمات سے بیان کرتا ہے۔ جو عجیب اور خود بینی پر مشتمل ہے۔ جو ابتدائے احوال میں بقیہ سکر کے باعث شیخ سے سرزد ہوتے ہیں۔

مکتوب ۸۰ دفتر دوم۔ آپ نے تمہید عین الغضات کا عبارت کے معنی پوچھے تھے کہ اس میں لکھا ہے کہ جن کو تم خدا جانتے ہو۔ وہ ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جن کو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک



اس مقام پر اکثر سالکوں کے قدم پھیل جاتے ہیں۔ بہت مسلمان ارباب سکر کی تقلید کر کے راہ راست سے ہٹ کر گمراہی اور خسارہ میں جا پڑے ہیں۔ اور اپنے دین کو برباد کر بیٹھے ہیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تذکرہ صدر عبارت

صوفیہ کے ان اقوال کی حقیقت پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی باتیں جو صوفیائے کرام کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں۔ اول تو بہت شاذ ہیں۔ دوسرہ کہ حالت سکر کے نتائج میں سے ہیں۔

جن کو اعتبار سے خالی سمجھا جائے۔ تیسرے یہ کہ عرفان میں ایسے اقوال کی ہمت کمال نہیں۔ بلکہ نقص ہے۔

اور نقص بھی اتنا شدید ہے جسے صوفیائے کرام کی

اصطلاح میں کفر طریقت کہا جاتا ہے۔ فرید بریں

صوفیائے کرام کے اکثر شطیحات کو حضرت مجدد

صحیح بھی نہیں مانتے۔ جیسا کہ ان کے مکتوب ۲۳ دفتر

سوم کی عبارت سے ظاہر ہے (شیطان تصرف کا احتمال)

غلبہ سکر اور وردات قلبی کو سمجھنے میں غلطی واقع ہو جانے

کے علاوہ ایسی باتیں شیطان تصرف کا احتمال بھی کیا جاسکتا ہے

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ۱۰۰ دفتر اول میں

خدا ہے۔ میرے مخدوم اس قسم کی عبارتیں جو توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں۔ سکر کے غلبوں میں جو مرتبہ صبح ہے۔ اور جس کو کفر طریقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ مشائخ قدس سرہم سے بہت صادر ہوتی ہیں۔ اس وقت دولی اور غیر ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے۔

مکتوب ۹۵ دفتر دوم۔ آپ کا صحیفہ شریف پہنچا۔ جس میں بعض صوفیہ کی بعض باتوں کی نسبت استفسار درج تھا۔ ان تمام سوالوں کے حل میں مجمل کلام یہ ہے۔ کہ جس طرح شرک میں کفر و اسلام ہے۔ طریقت میں بھی کفر و اسلام ہے۔

جس طرح شریعت میں کفر سراسر شرارت و نقص ہے اور اسلام سراسر کمال ہے۔ مشائخ قدس سرہم جنہوں نے

شطیحات نکالی ہیں۔ اور مخالف شریعت باتیں کہی ہیں۔

سب کفر طریقت کے مقام پر ہیں۔ جو سکر و بے تمیزی

کا مقام ہے۔ لیکن وہ بزرگ جو حقیقی اسلام کی

دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں سے

باک و صاف ہیں۔ اگر کوئی شخص اس حال کے حامل ہو

اور درجہ کمال اول تک پہنچنے کے بغیر اس قسم کی کلام کرتا

اور سب کو حق اور صراطِ مستقیم پر جاتا ہے۔ اور حق و

باطل میں تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندقہ ہے۔

# مک انصاری الی اللہ

اگر آپ بنی اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے اس کے رکن بنکر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے آج سات سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کیساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہے۔ امانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرنے اور انہیں ارفع و فضیلہ مرزائیت دامن زدہ سے نجات دلانے کیلئے بڑی سرگرمی سے کام لے رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں یا دیکھئے۔ رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بنایا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلدانہ جلد سبکدوش کریں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں صرف طباعت و کتابت و گاند کے مصارف پورے کرنے کیلئے جدوجہد کا کام لے رہا ہے یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل دہ دہ اہل محلہ چندہ کو کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرویں ایسے امامان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو بہار آگاہ کر دیا کریں۔

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں۔ (۱) ختم رسالت، مؤلف مولوی اسرار محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیر میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قوم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس بہتر کتاب آنجناب ایف نہیں ملے گی قیمت ۱۰ روپے حقیقت شیعہ مؤلف مولوی قطبی شاہ صاحب۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کا تمام دار و مدار صرف جوڑ پر ہی قیام ہے۔ (۲) اجتناب الحنفیہ منہند عرب عجم کے علماء کا مشفقہ فتویٰ دوبارہ کفر و ارتداد و درمیان در وفاض و دوبارہ عدم ہوا نکاح زن بیتمہ بامر شیعہ و غیر ذلک ۵۰ روپے (۳) تیسرے کی تبلیغی کتب ملنے کا پتہ:- مینجہ رسالہ شمس الاسلام بھیدہ (پنجاب)



# دعوتِ عمل

حزب الانصار کے مقاصد اغراض و طریقہ عمل سرورق ہزار درج ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ اسلام اور مسلمانانِ فائدے کے ہیں یا نہیں۔ اگر میں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسبِ توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ اخلاقیات آج کل اس شرفی امر کی طرف توجہ نہیں کی، ذیل کے طریقوں سے آپ اس اسلامی فرائض کی آبیاری فرما سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ماہواری آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کریں۔ جو ماہ ماہ حزب کی ہفتا ہے نیز اس کے رکن بن کر آمد دوسرے رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے (۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب سے تو اس کا ہر حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کی تعلیمی عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت و خوراک رہائش کا ذمہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے (۳) امامانہ رسالہ شب الاسلام کی اشاعت وسیع کرنے میں سعی فرمائیں (۴) تیار ملی و مساکین و غریب آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیر میں بھیج دیں تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچ کر اسلام کے سچے خادم بن سکیں (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کی واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیج دیں چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ امامانِ مساجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کی تعلیم کیلئے بھیر میں بھیج دیں (۶) اہل قلم حضرات سالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں درمختصر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنی ہاں سے خرید کر کتاب خانہ حزب انصاریہ کے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں جن کتاب کی ضرورت ہو یہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں (۷) اپنے علاقہ میں غیر مذہب کی تبلیغی جذبہ و دیگر کو ایف مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو حزب الانصار کے مبلغین طلبہ کار تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں (۸) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں

المعلن: ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب

فائدہ عام: طلبہ احمدیہ دینی اسکول پریس پبلشرز، لاہور